جلد ۱۹

شمارہ ۱

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

جنوری 1978ء

صلح 1357 ہش

سالانہ اشتراک

پاکستان	۱۰ روپے
بیرونی ممالک ہوائی ڈاک	۸۰ روپے
بیرونی ممالک بحری ڈاک	۴۰ روپے

ایڈیٹر :

سید عبدالحئی

[illegible]

[illegible]

قیمت [illegible]
در [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

• صلح ۱۳۵۷ ہش
• جنوری ۱۹۷۸ء
• صفر ۱۳۹۸ ہجری

ایڈیٹر
سید عبدالحی

قیمت سالانہ دس روپے — فی پرچہ ایک روپیہ

فہرست مضامین

پبلشر ...... چوہدری محمد ابراہیم
مطبع ...... ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت ... دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی ربوہ

بسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

جلد ۱۹ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۱

صلح ۱۳۵۷ ہش

صحبتِ صالحین

قرآن کریم۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (توبہ ۱۲۰)

ترجمہ۔ اے مومنو! اللہ کا تقوے اختیار کرو اور صادقوں (کی جماعت) کے ساتھ رہا کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد۔

عَنْ اَبِيْ مُوسٰى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّمَا مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَجَلِيسِ السُّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيرِ فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا اَنْ يُحْذِيَكَ وَإِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَإِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً۔ وَنَافِخُ الْكِيرِ إِمَّا اَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ وَإِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا مُنْتِنَةً۔ (مسلم کتاب البرّ والصلة باب استحباب مجالسة الصالحین)

حضرت ابوموسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک ساتھی اور بُرے ساتھی کی مثال ان دو شخصوں کی طرح ہے۔ جن میں سے ایک کے پاس مُشک ہو اور دوسرا بھٹی جھونکنے والا ہو۔ مشک والا آپکو مفت میں خوشبو مہیا کرے گا۔ یا تو آپ اس سے مُشک خرید لیں گے، ورنہ کم از کم اس کی خوشبو اور مہک ہی سونگھ لیں گے۔ اور بھٹی جھونکنے والا یا تو آپکے کپڑے جلا دے گا۔ ورنہ کم از کم اس کا بدبودار دھواں

ہی آپ کے حصّہ میں آئے گا۔

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام -

" اصلاح نفس کی ایک راہ اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ۔ یعنی جو لوگ قولی ، فعلی اور عملی اور حالی رنگ میں سچائی پر قائم ہیں ان کے ساتھ رہو۔ اس سے پہلے فرمایا یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ یعنی ایمان والو تقویٰ اختیار کرو اس سے یہ مراد ہے کہ پہلے ایمان ہو۔ پھر سنت کے طور پر بدی کی جگہ چھوڑ دے اور صادقوں کی صحبت میں رہے۔ صحبت کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ جو اندر ہی اندر ہوتا چلا جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ششم صـ۲۴۷)

"یہ فضل اور برکت صحبت میں رہنے سے ملتی ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہ رض بیٹھے آخر نتیجہ یہ ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللّٰہ اللّٰہ فی صحابی گویا صحابہ خدا کا روپ ہو گئے۔ یہ درجہ ممکن نہ تھا کہ ان کو ملتا اور وہ دور ہی بیٹھے رہتے یہ بہت ہی ضروری مسئلہ ہے۔ خدا تعالیٰ کا قرب بندگانِ خدا کا قرب ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا ارشاد کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ اس پر شاہد ہے۔" (ملفوظات جلد دوم صـ۷۱)

"قرآن شریف میں آیا ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا۔ اس نے نجات پائی جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا۔ تزکیہ نفس کے لئے صحبتِ صالحین اور نیکوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنا بہت مفید ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صـ۴۶۳)

"اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ اس میں بڑا نکتہ معرفت یہی ہے کہ چونکہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ اس لئے ایک راستباز کی صحبت میں رہ کر انسان راستبازی سیکھتا ہے اور اس کے پاک انفاس کا اندر ہی اندر اثر ہونے لگتا ہے۔ اور اسکو خدا تعالیٰ پر ایک سچا یقین اور بصیرت عطا کرتا ہے۔" (الحکم ۱۰ جنوری ۱۹۰۴ء)

بد صحبت کا انجام۔

"انسان کو ہلاک کرنے والی چیزوں میں سے ایک بدصحبت بھی ہے۔ دیکھو ابوجہل خود تو ہلاک ہوا مگر اور بھی بہت سے انسانوں کو لے مرا جو اس کے پاس جا کر بیٹھا کرتے تھے۔ اسکی صحبت اور مجلس میں بجز استہزا اور ہنسی ٹھٹھے کے اور کوئی ذکر ہی نہ تھا۔" (ملفوظات جلد دوم صـ۱۸۵)

(کلماتِ طیّبات حضرت مسیح موعود علیہ السّلام)

اپنی جماعت کے لئے بعض نصائح

"اے میری جماعت! خدا تعالےٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو وہ قادر کریم آپ لوگوں کو سفرِ آخرت کے لئے ایسا تیار کرے جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تیار کئے گئے تھے۔ خوب یاد رکھو کہ دنیا کچھ چیز نہیں ہے۔ لعنتی ہے وہ زندگی جو دنیا کے لئے ہے اور بدقسمت ہے وہ جس کا تمام ہم و غم دنیا کے لئے ہے۔ ایسا انسان اگر میری جماعت میں ہے۔ تو وہ عبث طور پر میری جماعت میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اس خشک ٹہنی کی طرح ہے جو پھل نہیں لائے گی۔

اے سعادت مند لوگو! تم زور کے ساتھ اس تعلیم میں داخل ہو جاؤ جو تمہاری نجات کے لئے مجھے دی گئی ہے۔ تم خدا کو وحدہٗ لاشریک سمجھو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو۔ نہ آسمان میں سے نہ زمین میں سے۔ خدا اسباب کے استعمال سے تمہیں منع نہیں کرتا لیکن جو شخص خدا کو چھوڑ کر اسباب پر ہی بھروسہ کرتا ہے وہ مشرک ہے۔ قدیم سے خدا کہتا چلا آیا ہے کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں۔ سو تم پاک دل بن جاؤ۔ اور نفسانی کینوں اور غصوں سے الگ ہو جاؤ۔ انسان کے نفس امارہ میں کئی قسم کی پلیدیاں ہوتی ہیں مگر سب سے زیادہ تکبر کی پلیدی ہے۔ اگر تکبر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ ہوتا۔ سو تم

دل کے مسکین بن جاؤ۔ عام طور پر بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ جبکہ تم انہیں بہشت دلاتے کے لئے وعظ کرتے ہو۔ سو یہ وعظ تمہارا کب صحیح ہو سکتا ہے۔ اگر تم اس چند روزہ دنیا میں ان کی بدخواہی کرو۔ خدا تعالیٰ کے فرائض کو دلی خوف سے بجا لاؤ کہ تم ان سے پوچھے جاؤ گے نمازوں میں بہت دعا کرو کہ تا خدا تمہیں اپنی طرف کھینچے اور تمہارے دلوں کو صاف کرے۔ کیونکہ انسان کمزور ہے۔ ہر ایک بدی جو دُور ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی قوت سے دُور ہوتی ہے۔ اور جب تک انسان خدا سے قوت نہ پاوے کسی بدی کے دُور کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔ اسلام صرف یہ نہیں کہ رسمی طور پر اپنے تئیں کلمہ گو کہلاؤ بلکہ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تمہاری روحیں خدا تعالیٰ کے آستانہ پر گر جائیں اور خدا اور اس کے احکام ہر ایک پہلو کی رو سے تمہاری دنیا پر تمہیں مقدم ہو جائیں۔

اے میری عزیز جماعت یقیناً سمجھو کہ زمانہ اپنے آخر کو پہنچ گیا ہے۔ اور ایک صریح انقلاب نمودار ہو گیا ہے سو اپنی جانوں کو دھوکہ مت دو۔ اور بہت جلد راستبازی میں کامل ہو جاؤ . . .

اے تمام لوگو سُن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور براہین کی رُو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو دنیا میں عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کی فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ اب اگر مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہو تو اس

ٹھٹھے سے کیا نقصان کیونکہ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا۔ پس ضرور تھا کہ مسیح موعودؑ سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيْهِمْ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ.

پس تم خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے۔ اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہو گے تو فرشتے تمہیں تعلیم دیں گے اور آسمانی سکینت تم پر اترے گی اور روح القدس سے مدد دیئے جاؤ گے اور خدا ہر ایک قدم میں تمہارے ساتھ ہوگا اور کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکے گا۔ خدا کے فضل کی صبر سے انتظار کرو۔ گالیاں سنو اور چپ رہو ماریں کھاؤ اور صبر کرو اور حتی المقدور بدی کے مقابلہ سے پرہیز کرو۔ تا آسمان پر تمہاری قبولیت لکھی جاوے۔ یقیناً یاد رکھو کہ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور دل ان کے خدا کے خوف سے پگھل جاتے ہیں انہیں کے ساتھ خدا ہوتا ہے اور وہ ان کے دشمنوں کا دشمن ہو جاتا ہے۔ دنیا صادق کو نہیں دیکھتی پر خدا جو علیم و خبیر ہے وہ صادق کو دیکھ لیتا ہے۔ پس اپنے ہاتھ سے اسکو بچاتا ہے۔ کیا وہ شخص جو سچے دل سے تم سے پیار کرتا ہے اور سچ مچ تمہارے لئے مرنے کو بھی تیار ہوتا ہے اور تمہارے منشاء کے موافق تمہاری اطاعت کرتا ہے اور تمہارے لئے سب کچھ چھوڑتا ہے۔ کیا تم اس سے پیار نہیں کرتے اور کیا تم اسکو سب سے عزیز نہیں سمجھتے۔ پس جبکہ تم انسان ہو کر پیار کے بدلہ میں پیار کرتے ہو۔ پھر کیونکر خدا نہیں کریگا۔ خدا خوب جانتا ہے کہ واقعی اس کا وفادار دوست کون ہے اور کون غدار اور دنیا کو مقدم رکھنے والا ہے۔ سو اگر تم ایسے وفادار ہو جاؤ گے۔ تو تم میں اور تمہارے غیروں میں خدا کا ہاتھ ایک فرق کر کے دکھلائے گا۔" (تذکرۃ الشہادتین)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم عربی کلام

قرآنِ مجید

وَجَاءَ بِقُرْآنٍ مَجِيدٍ مُكَمَّلٍ ۔۔۔ مُنِيرٍ فَنَوَّرَ عَالَمًا وَيُنَوِّرُ

كِتَابٌ كَرِيمٌ حَازَ كُلَّ فَضِيلَةٍ ۔۔۔ وَيَسْقِي كُؤُوسَ مَعَارِفٍ وَّيُوَفِّرُ

وَفِيهِ رَأَيْنَا بَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدٰى ۔۔۔ وَفِيهِ وَجَدْنَا مَا يَقِي وَيُبَصِّرُ

طَرِيٌّ طَلَاوَتُهٗ وَلَمْ تَعْفُ نُقْطَةٌ ۔۔۔ بِمَا صَانَهُ اللّٰهُ الْقَدِيرُ الْمُوَقِّرُ

فَيَا عَجَبًا مِنْ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ ۔۔۔ أَرٰى أَنَّهٗ دُرٌّ وَّمِسْكٌ وَّعَنْبَرُ

وَإِنَّ سُرُوْرِيْ فِي إِدَارَةِ كَأْسِهٖ ۔۔۔ فَهَلْ فِي النَّدَامٰى حَاضِرٌ مَنْ يُكَرِّرُ

(کرامات الصادقین)

- اور وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایسا قرآن لے کر آیا جو عظیم الشان، مکمل اور نور عطا کرنے والا ہے، اس قرآن نے ایک عالم کو منوّر کیا اور آئندہ بھی منوّر کرتا رہے گا۔
- وہ ایک عزت والی کتاب ہے جو تمام فضائل کی جامع ہے۔ وہ معارف کے جام پلاتی ہے۔ اور وافر پلاتی ہے۔
- اور اس میں ہم نے ہدایت کے بیّن نشانات دیکھے ہیں اور اس میں ہم نے وہ تعلیمات پائی ہیں جو انسان کو ہلاکت سے بچاتی اور بصیرت عطا کرتی ہیں۔
- اس کی شادابی ہمیشہ ترو تازہ ہے۔ اور اس کا ایک نقطہ بھی مٹا نہیں۔ کیونکہ صاحبِ قدرت اور عزت بخشنے والے خدا نے اس کی حفاظت فرمائی ہے۔
- اس کتاب کا حسن و جمال کیا خوب ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ چمک میں دُرِ یکتا اور خوشبو میں مشک و عنبر ہے۔
- میری خوشی تو اس کے جام گردش میں لانے میں ہے۔ کیا ہم مشرب جلیسوں میں کوئی حاضر ہے جو بار بار یہ جام لے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم فارسی کلام

مدارِ نجات

عیشِ دنیائے دوں دمے چند است — آخرش کار با خداوند است

ایں سرائے زوال و موت و فنا ست — ہر کہ بنشست اندریں برخاست

یک دمے رو بسوئے گورستاں — واز خموشانِ آں بپرس نشاں

کہ مآلِ حیاتِ دنیا چیست — ہر کہ پیدا شدست تا کے زیست

ترک کن کین و کبر و ناز و دلال — تا نہ کارت کشد بسوئے ضلال

چوں ازیں کارگہ بہ بندی بار — باز نائی دریں بلاد و دیار

اے ز دیں بے خبر! بخور غمِ دیں — کہ نجاتت معلق است بدیں

(براہین احمدیہ حصہ دوم)

- اس ذلیل دنیا کی زندگی چند لمحے ہے بالآخر خداوند تعالےٰ سے ہی کام پڑتا ہے۔
- یہ دنیا زوال۔ فنا اور موت کی سرائے ہے۔ جو بھی یہاں بیٹھا آخر اسے اٹھ کر جانا پڑا۔
- ذرا تھوڑی دیر کے لئے قبرستان جاؤ اور اس کے خاموش ساکنین سے پوچھو۔
- کہ دنیا کی زندگی کا انجام کیا ہے؟ اور جو بھی پیدا ہوا وہ کب تک جیا ہے؟
- پس، کینہ۔ کبر اور ناز و ادا چھوڑ تا تیرا خاتمہ گمراہی پر نہ ہو۔
- جب تو اس دنیا سے اپنا سامان باندھے گا۔ تو پھر ان شہروں اور ملکوں میں تیرا آنا نہ ہوگا۔
- اے دین سے بے خبر! دین کا غم کھا۔ کہ تیری نجات دین سے ہی وابستہ ہے۔

اجتماع انصار اللہ مرکزیہ ۱۹۷۵ء کے موقعہ پر

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا اختتامی خطاب

(ملخص پیشکردہ از مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی منتظم اشاعت و ریکارڈ سالانہ اجتماع ربوہ)

حضور نے فرمایا حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں ایک عظیم روحانی انقلاب بپا کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ حضور کی بعثت کا مقصد انسان کو جو خدا سے دُور ہو گیا تھا پھر خدا کی طرف لانا تھا۔ نیکی، تقوٰی، حقوق اللہ و حقوق العباد کی وہ راہیں جو کشادہ اور مستقیم تھیں۔ وہ حضور نے بنی نوع انسان کے لئے کھول دیں آپ کا وجود سب انسانوں کے لئے عظیم رحمت کا موجب تھا۔ اب انسان کوئی بھی روحانی فیض رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ کے سوا اور کہیں سے حاصل نہیں کر سکتا۔ اب اس عظیم محسن انسانیت کی قوتِ قدسیہ کے نتیجہ میں تاقیامت ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو خدا کا قرب حاصل کریں گے۔ آپ سے جدا ہو کر اب کوئی شخص بھی کوئی فیض اور برکت حاصل نہیں کر سکتا۔ اور اس طرح اللہ تعالےٰ نے سورۂ فاتحہ میں ہمیں منعم علیہ گروہ میں شامل ہونے کی جو دعا سکھائی ہے۔ وہ بڑی شان سے پوری ہوئی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس سلسلے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد ایمان افروز حوالے پڑھنے کے بعد بتایا کہ کثرت کمیت اور صفائی کیفیت کے لحاظ سے حقیقی معنوں میں منعم علیہ جماعت کے ہمیں یہ دو گروہ نظر آتے ہیں (۱) نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے بعد گذرنے والی تین صدیوں یعنی خیر القرون میں آنے والے بزرگانِ امت کا گروہ کثیر جس نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے روحانی اثر اور تربیت کے نتیجہ میں عظیم روحانی انقلاب اپنے اندر بپا کیا اور پھر وہ دنیا کے لئے رحمت کا موجب بنے (۲) دوسرا گروہ منعم علیہ کا وہ اصحاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ جنہوں نے آخری زمانہ میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عظیم روحانی تربیت سے حصہ پایا۔ جن کا ذکر قرآن کریم میں وَاٰخرین منھم کے الفاظ میں کیا گیا ہے چنانچہ جملہ مفسرین اور صلحائے امت نے آنے والے مسیح موعود کی جماعت ہی کو واٰخرین منھم کا مصداق قرار دیا ہے۔

حضور نے متعدد مثالیں دیتے ہوئے اس امر کو واضح فرمایا کہ منعم علیہ اصحاب کے پہلے مبارک گروہ نے جو پہلی تین صدیوں تک پھیلا ہوا ہے ۔ اور بلاشبہ لاکھوں بلکہ کروڑوں مقدس بزرگوں پر مشتمل ہے اسلام کی گراں بہا خدمات سرانجام دی ہیں ۔ چنانچہ ان میں زبردست مفسر ۔ محدث اور ایسے متکلم پیدا ہوئے جنہوں نے علم کلام میں تہلکہ مچا دیا ۔ پھر ایسے ایسے مؤرخ ۔ صوفیا ۔ حساب دان اور اطبا ، پیدا ہوئے جنہوں نے ہر شعبۂ زندگی میں انقلاب بپا کر دیا ۔ ہمارے قلوب ان کے احترام سے معمور ہیں ۔ لیکن ان تمام قابلِ قدر خدمات کے باوجود ہمیں یہ نظر آتا ہے ۔ اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ خلافتِ راشدہ کے مبارک عہد کے بعد امتِ مسلمہ کے اخیار و ابرار کے اس گروہ کثیر کا کوئی ایسا مرکزی نقطہ نہ رہا جس سے وہ وابستہ رہیں ۔ اس کے نتیجہ میں ان میں وحدت نہ رہی ۔ ہمارے مفسرین نے چونکہ تفسیر سے بعض ان بنیادی اصولوں کو نظر انداز کر دیا ۔ جن کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توجہ دلائی ہے ۔ اسی لئے بعد میں امت کے مختلف گروہ مختلف مفسرین کے گرد جمع ہو گئے ۔ احادیث اور فقہ میں اختلاف بھی امت میں وحدت کے فقدان کا موجب بن گیا ۔ لیکن بہرحال اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ منعم علیہ کے اس گروہ نے اپنے اپنے رنگ میں اسلام کی بڑی زبردست خدمت کی اسے دنیا میں پھیلایا ۔ اور اس کے لئے زبردست قربانیاں کیں ۔ گو وہ کسی مرکزی نقطہ سے وابستہ نہ رہے ۔ مگر ان میں کوئی تفرقہ بھی نہ تھا ۔ اور ایک لحاظ سے انہیں ایسی عظمت حاصل ہے جس کا تاقیامت کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ۔ لیکن بایں ہمہ خلافتِ راشدہ کے بعد ان میں مرکزی نظام کے فقدان کی وجہ سے وحدت نہ رہی ۔ اور خدا کی طرف سے یہی مقدر تھا کیونکہ قرآن مجید سے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے یہ ثابت ہے اور تمام متقدمین اس سے متفق ہیں کہ بنی نوع انسان کو امتِ واحدہ بنا کر اسلام کے جھنڈے تلے جمع کرنے کا عظیم کام اس مسیح موعود کے زمانہ میں ہی مقدر تھا جس نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اپنے وجود کو فنا کر کے اس زمانہ میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا بیڑا اٹھانا تھا ۔ یہی وجہ ہے کہ خیر القرون کے زمانہ میں گو اسلام ترقی تو کرتا چلا گیا ۔ لیکن ان میں وحدت قائم نہ رہ سکی ۔ حتیٰ کہ فیج اعوج کا زمانہ آ گیا جبکہ بہت سی خرابیاں اور بگاڑ پیدا ہو گئے ۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ بتاتے ہوئے کہ اب بنی نوع انسان کو اسلام کے جھنڈے جمع کر کے امتِ واحدہ بنانے کا وقت آ گیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعدد حوالے پڑھ کر سنائے ۔ جن میں حضور نے اپنے تئیں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام اور خادم اور خاتم الخلفاء قرار دیتے ہوئے بتایا ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کا یہ زمانہ غلبۂ اسلام کا مبارک دور ہے ۔ اور ہم نے آپ کے ذریعہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو پہچانا ہے ۔ حضور نے فرمایا اب ہمارا یہ کام ہے کہ ہم غلبۂ اسلام کے لئے ایثار قربانی اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں دنیا کے لئے نمونہ بنیں اور اپنے عمل سے دنیا کو اسلام کی طرف کھینچنے کا موجب بن جائیں ۔ پہلوں کی

تمام تر دینی خدمات کے باوجود ان میں وحدت نہ رہی تھی۔ لیکن اب چونکہ دنیا ایک عظیم مادی انقلاب کے بعد ایک عظیم روحانی انقلاب کے لئے تیار ہو چکی ہے۔ اور چونکہ جماعت احمدیہ پر دنیا کو اسلام کے جھنڈے تلے جمع کرنے کی ذمہ واری عائد کی گئی ہے۔ اس لئے منعم علیہ کے اس آخری گروہ میں کوئی ایسا مرکزی نقطہ ہونا چاہیئے جو پہلے گروہ میں نہیں تھا۔ وہ مرکزی نقطہ خلافت ہے۔ حضور نے فرمایا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی طرح میرا بھی یہ نظریہ ہے کہ خلافت احمدیہ کو کبھی اور کسی زمانہ میں بادشاہت اور حکومت سے نہیں ملانا چاہیئے۔ ہمیں بادشاہت سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اس خلافت کا کام تو دنیا میں روحانی انقلاب بپا کرنا ہے۔ اور اس بشارت کو پورا کرنا ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کے الفاظ میں کیا گیا ہے

حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد حوالہ جات پڑھ کر سنائے۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قدرت ثانیہ سے خلافت مراد لی ہے۔ اور بتایا ہے کہ خدا کی یہ دوسری زبردست قدرت میرے مرنے کے معاً بعد شروع ہو جائے گی۔ اس قدرت کے مظہر کئی وجود ہوں گے۔ اور اس کا سلسلہ دائمی ہوگا۔ اور قیامت تک منقطع نہ ہوگا۔ اور اس طرح اس کے ذریعہ تمام روحوں کو خواہ وہ یورپ میں ہوں خواہ ایشیا میں تحت واحدہ میں جمع کر دیا جائے گا۔

حضور نے فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا رسالہ الوصیت احباب کو بغور پڑھنا چاہیئے۔ اس میں حضور نے دو انقلابی نظاموں کا ذکر کیا ہے۔

(۱) مادی دنیا میں نظام وصیت کا قیام

(۲) روحانی انقلاب بپا کرنے کے لئے نظامِ خلافت جو دنیا کو اسلام کے جھنڈے تلے جمع کرنے کے لئے مرکزی نقطہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

آخر میں حضور نے فرمایا۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ ہم دعاؤں سے، حسنِ اخلاق سے، حسنِ معاملہ سے اور حسنِ مجادلہ سے دنیا کے قلوب کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خاطر جیتنے کی کوشش کریں اور اس طرح خدا کے فضلوں اور اس کی جنتوں کے وارث بنیں۔ خلافت کے اس مرکزی نقطہ کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھو۔ اور اپنی آئندہ نسلوں کو بھی اس کی اہمیت سے آگاہ کرتے رہو۔ ہمارا خدا سچے وعدوں والا خدا ہے۔ کیا تم نے گذشتہ تین سال میں بارش کی طرح اس کے فضل اور نشانات نازل ہوتے نہیں دیکھے۔ (نعرہ ہائے تکبیر) ہمارا خدا یقیناً سچے وعدوں والا ہے۔ اگر آپ بھی صدق وصفا کا وہی نمونہ دکھائیں جو پہلے گروہ کثیر نے دکھایا۔ تو یقیناً آپ بھی خدا کی بے شمار برکتوں کے وارث بن سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے آمین — بارہ بجکر ۵ منٹ پر حضور کا یہ نہایت بصیرت افروز خطاب ختم ہوا جس کے بعد جملہ انصار نے کھڑے ہو کر حضور کی اقتدا میں اپنا عہد دہرایا۔ عہد دہرانے کے بعد حضور نے لمبی پُرسوز اجتماعی دعا کرائی۔ دعا کے بعد حضور نے جملہ انصار کو واپس جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اور اس طرح انصار اللہ کا یہ مرکزی سالانہ اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

تمام تر دینی خدمات کے باوجود ان میں وحدت نہ رہی تھی۔ لیکن اب چونکہ دنیا ایک عظیم مادی انقلاب کے بعد ایک عظیم روحانی انقلاب کے لئے تیار ہو چکی ہے۔ اور چونکہ جماعت احمدیہ پر دنیا کو اسلام کے جھنڈے تلے جمع کرنے کی ذمہ واری عائد کی گئی ہے۔ اس لئے منعم علیہ کے اس آخری گروہ میں کوئی ایسا مرکزی نقطہ ہونا چاہیئے جو پہلے گروہ میں نہیں تھا۔ وہ مرکزی نقطہ خلافت ہے۔ حضور نے فرمایا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی طرح میرا بھی یہ نظریہ ہے کہ خلافت احمدیہ کو کبھی اور کسی زمانہ میں بادشاہت اور حکومت سے نہیں ملانا چاہیئے۔ ہمیں بادشاہت سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اس خلافت کا کام تو دنیا میں روحانی انقلاب بپا کرنا ہے۔ اور اس بشارت کو پورا کرنا ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ کے الفاظ میں کیا گیا ہے

حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد حوالہ جات پڑھ کر سنائے۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قدرت ثانیہ سے خلافت مراد لی ہے۔ اور بتایا ہے کہ خدا کی یہ دوسری زبردست قدرت میرے مرنے کے معاً بعد شروع ہو جائے گی۔ اس قدرت کے مظہر کئی وجود ہوں گے۔ اور اس کا سلسلہ دائمی ہوگا۔ اور قیامت تک منقطع نہ ہوگا۔ اور اس طرح اس کے ذریعہ تمام روحوں کو خواہ وہ یورپ میں ہوں خواہ ایشیا میں تحت واحدہ میں جمع کر دیا جائے گا۔

حضور نے فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا رسالہ الوصیت احباب کو بغور پڑھنا چاہیئے۔ اس میں حضور نے دو انقلابی نظاموں کا ذکر کیا ہے۔

(۱) مادی دنیا میں نظام وصیت کا قیام

(۲) روحانی انقلاب بپا کرنے کے لئے نظام خلافت جو دنیا کو اسلام کے جھنڈے تلے جمع کرنے کے لئے مرکزی نقطہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

آخر میں حضور نے فرمایا۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ ہم دعاؤں سے، حسن اخلاق سے، حسن معاملہ سے اور حسن مجادلہ سے دنیا کے قلوب کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خاطر جیتنے کی کوشش کریں اور اس طرح خدا کے فضلوں اور اس کی جنتوں کے وارث بنیں۔ خلافت کے اس مرکزی نقطہ کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھو۔ اور اپنی آئندہ نسلوں کو بھی اس کی اہمیت سے آگاہ کرتے رہو۔ ہمارا خدا سچے وعدوں والا خدا ہے۔ کیا تم نے گزشتہ تین سال میں بارش کی طرح اس کے فضل اور نشانات نازل ہوتے نہیں دیکھے۔ (نعرہ ہائے تکبیر) ہمارا خدا یقیناً سچے وعدوں والا ہے۔ اگر آپ بھی صدق وصفا کا وہ نمونہ دکھائیں جو پہلے گروہ کثیر نے دکھایا۔ تو یقیناً آپ بھی خدا کی بے شمار برکتوں کے وارث بن سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے آمین — بارہ بجکر ۰ ۵ منٹ پر حضور کا یہ نہایت بصیرت افروز خطاب ختم ہوا جس کے بعد جملہ انصار نے کھڑے ہو کر حضور کی اقتدا میں اپنا عہد دہرایا۔ عہد دہرانے کے بعد حضور نے لمبی پُرسوز اجتماعی دعا کرائی۔ دعا کے بعد حضور نے جملہ انصار کو واپس جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اور اس طرح انصار اللہ کا یہ مرکزی سالانہ اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

از مولانا دوست محمد صاحب شاہد

معارف الحدیث

"الادب المفرد" (بخاری) کے حاشیہ پر حضرت مصلح موعودؓ کے رقم فرمودہ تشریحی نوٹس

محدث اسلام حضرت امام حافظ محمد بن اسمٰعیل بخاری (۱۹۴ھ - ۲۵۶ھ) کی کتاب "الادب المفرد" دنیا کے سب سے بڑے معلّم انسانیت و ہادیٔ اعظم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ان بیش قیمت اقوال و افعال پر مشتمل مجموعہ ہے۔ جو اخلاق، معاشرت، تمدن اور مسلم شہری کے حقوق و فرائض سے متعلق ہیں۔

اس کتاب کا پہلا مصری ایڈیشن صفر ۱۳۴۹ھ جون ۱۹۳۰ء میں مطبع تازیہ قاہرہ سے شائع ہوا جس کا ایک نادر نسخہ خلافت لائبریری میں محفوظ ہے۔ اس نسخہ کی یہ خصوصیت ہے کہ اس پر حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے قلم مبارک سے بعض وضاحتی نوٹ تحریر فرمائے تھے۔ یہ غیر مطبوعہ نوٹ اصل حدیث و ترجمہ کے بعد "تشریح" کے عنوان سے ذیل میں ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں۔　　(دوست محمد شاہد)

۱۔ **حدیث۔** لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ آوَى مُحْدِثاً (ص ۵)

ترجمہ۔ اللہ کی لعنت ہو اس پر جو کسی بدعتی کو پناہ دے۔

تشریح۔ "فتنہ پرداز کو پناہ دینا موجبِ لعنت ہے۔"

۲۔ **حدیث۔** اِذَا مَاتَ الْعَبْدُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ اَوْ عِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهِ اَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُوْ لَهُ (ص ۹)

ترجمہ۔ جب بندہ مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے بجز تین امور کے۔ یعنی صدقہ جاریہ۔ نفع بخش علم اور دعا کرنے والی اولاد

تشریح۔ "تین طرح میت کا ثواب بڑھتا رہتا ہے۔ نکتہ۔ یہاں عمل بڑھنے کا ذکر ہے صرف تین اشیاء بیان کی ہیں جو میت کے اپنے عمل ہیں (بیٹا بھی اس کی تربیت کا نتیجہ ہے) لیکن نفع کے متعلق نئے صدقہ کا

بھی ذکر کیا۔ معلوم ہوا بعد کا صدقہ نفع دیتا ہے ثواب نہیں، ثواب صرف میّت کا اپنا صدقہ دیتا ہے۔

۳۔ **حدیث**۔ رَاٰی عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ حُلَّۃً سِیَرَآءَ تُبَاعُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ابْتَعْ ھٰذِہٖ فَالْبَسْھَا یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَ اِذَا جَاءَكَ الْوُفُوْدُ۔ قَالَ اِنَّمَا یَلْبَسُ ھٰذِہٖ مَنْ لَا خَلَاقَ لَہٗ فَاُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْھَا بِحُلَلٍ فَاَرْسَلَ اِلٰی عُمَرَ بِحُلَّۃٍ فَقَالَ کَیْفَ اَلْبَسُھَا وَقَدْ قُلْتَ فِیْھَا مَا قُلْتَ قَالَ اِنِّیْ لَمْ اُعْطِکَھَا لِتَلْبَسَھَا وَلٰکِنْ تَبِیْعُھَا اَوْ تَکْسُوْھَا فَاَرْسَلَ بِھَا عُمَرُ اِلٰی اَخٍ لَہٗ مِنْ اَھْلِ مَکَّۃَ قَبْلَ اَنْ یُّسْلِمَ (ص)

ترجمہ۔ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک خوبصورت جبّہ فروخت ہوتے دیکھا آنحضرتؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ یہ خرید لیجئے اور جمعہ کے دن یا جب کوئی وفد آئے اسے پہنا کیجئے۔ فرمایا اسے وہ لوگ پہنا کرتے ہیں جن کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ویسے کئی پیراہن آئے حضور نے ان میں سے ایک حضرت عمرؓ کو بھیج دیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا میں اسے کیسے پہنوں گا حضور اس کی نسبت تو یہ پہلے ارشاد فرما چکے ہیں۔ فرمایا میں نے تمہیں اس لئے تو نہیں دیا۔ کہ تم خود پہنو بلکہ اس لئے دیا ہے کہ اسے فروخت کر دو یا کسی اور کو دے دو۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے یہ جبّہ اپنے بھائی کو بھیج دیا جو مکہ میں تھے اور ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے

شرح۔ "عجیب نکتہ ہے بعض چیز خواہ استعمال میں ناجائز ہو غیر مذاہب والے کو دے سکتا ہے۔

۴۔ **حدیث**۔ مِنَ الْکَبَائِرِ اَنْ یَّشْتِمَ الرَّجُلُ وَالِدَیْہِ فَقَالَ کَیْفَ یَشْتِمُ قَالَ یَشْتِمُ الرَّجُلُ فَیَشْتِمُ اَبَاہُ وَ اُمَّہٗ (ص۷)

ترجمہ۔ کسی شخص کا اپنے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ اپنے ماں باپ کو کیسے گالی دی جا سکتی ہے۔ فرمایا جب آدمی کسی شخص کو گالی دے گا۔ تو وہ شخص اس کے والدین کو گالی دیگا۔

شرح۔ "معلوم ہوا گناہ دو قسم کے ہیں۔

۵۔ **حدیث**۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ (وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ الاٰیۃ) قَالَ بَدَاَ فَاَمَرَہٗ بِاَوْجَبِ الْحُقُوْقِ وَدَلَّہٗ عَلٰی اَفْضَلِ الْاَعْمَالِ اِذَا کَانَ عِنْدَہٗ شَیْءٌ۔ فَقَالَ (وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ) وَعَلَّمَہٗ اِذْ لَمْ یَکُنْ عِنْدَہٗ شَیْءٌ۔ (ص۱۱)

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے یہ آیت (قرابت داروں اور مسکین کو اور مسافر کو ان کا حق دے دو آخر تک پڑھی) اور کہا کہ اگر کسی کے پاس مال و دولت ہو تو اللہ تعالےٰ نے شروع ہی میں اوجب ترین

حقوق اور بہترین عمل بتا دیئے۔ اور اگر کسی کے پاس کچھ نہ ہو۔۔ (تو بتایا کہ اللہ سے رحمت کی امید میں ان کے ساتھ بھلائی سے پیش آؤ۔ اور ان سے نرم باتیں کرو)

تشریح۔ "میرے نزدیک دونوں صورتیں ہیں (۱) جب نہ ہو اور نہ دے سکے (۲) جب ہو لیکن دینا مناسب اور مفید نہ ہو"

حدیث۔ عَنِ الْمِقْدَامِ ابْنِ مَعْدِیْ كَرِبَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ يُوْصِيْكُمْ بِاُمَّهَاتِكُمْ ثُمَّ يُوْصِيْكُمْ بِاُمَّهَاتِكُمْ ثُمَّ يُوْصِيْكُمْ بِآبَائِكُمْ ثُمَّ يُوْصِيْكُمْ بِالْاَقْرَبِ فَالْاَقْرَبِ (ص ۱۲)

ترجمہ۔ حضرت مقدام بن معدی کرب سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالےٰ تمہیں تمہاری ماؤں کے ساتھ (حسن سلوک کی) ہدایت فرماتا ہے۔ پھر تمہاری ماؤں کے بارے میں ہدایت فرماتا ہے۔ پھر تمہارے باپوں کے بارے میں ہدایت فرماتا ہے۔ پھر تمہیں قریب سے قریب تر کے بارے میں ہدایت فرماتا ہے۔

تشریح۔ "خبرگیری کے لحاظ سے ماں، باپ سے افضل ہے"

حدیث۔ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَعْمَالَ بَنِيْ آدَمَ تُعْرَضُ عَلَى اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَشِيَّةَ كُلِّ خَمِيْسٍ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَلَا يُقْبَلُ عَمَلُ قَاطِعِ رَحِمٍ (ص ۱۲)

ترجمہ۔ (حضرت ابوہریرہؓ نے) کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالےٰ کے حضور بندوں کے اعمال جب ہر جمعرات کی شام جمعہ کی شب کو پیش کئے جاتے ہیں تو کسی قاطع رحم کا عمل قبول نہیں کیا جاتا۔

تشریح۔ "ہر جمعہ سے پہلے صلح کر لینی چاہیئے"

حدیث۔ قَالَ جَلَسْنَا اِلَى الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ يَوْمًا فَمَرَّ بِهٖ رَجُلٌ فَقَالَ طُوْبٰى لِهَاتَيْنِ الْعَيْنَيْنِ اللَّتَيْنِ رَاَتَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَوَدِدْنَا رَاَيْنَا مَا رَاَيْتَ وَشَهِدْنَا مَا شَهِدْتَ فَاسْتُغْضِبَ فَجَعَلْتُ اَعْجَبُ مَا قَالَ اِلَّا خَيْرًا ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا يَحْمِلُ الرَّجُلَ عَلٰى اَنْ يَتَمَنّٰى مَحْضَرًا غَيَّبَهُ اللّٰهُ عَنْهُ لَا يَدْرِيْ لَوْ شَهِدَهٗ كَيْفَ يَكُوْنُ فِيْهِ (ص ۱۶)

ترجمہ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر سے مروی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک دن ہم حضرت مقداد

بن الاسود کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص گزرا اور اس نے کہا کہ کیا مبارک ہیں یہ دونوں آنکھیں جنہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ واللہ ہمارا دل چاہتا ہے کہ کاش ہم بھی وہ دیکھتے۔ جو آپ نے دیکھا اور ان معرکوں میں شریک ہوتے جن میں آپ شریک ہوئے ہیں۔ اس پر مقداد ناخوش ہوئے۔ مجھے تعجب ہوا کہ اس نے تو اچھی ہی بات کہی (یہ ناخوشی کیا معنی؟) اس کے بعد حضرت مقداد اس کی طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے کہا لوگ ایسی باتوں کی تمنا کیوں کرتے ہیں جن سے اللہ نے انکو غائب کر دیا ہے۔ کیا معلوم کہ اگر ان حالات میں ہوتے تو کیا کرتے؟

تشریح۔ "رسول کریم کے زمانہ میں ہونے کی تمنا نہ کرے، گو درست خیال نہیں۔ لیکن اہم ضرور ہے۔ ہر ایک کے لئے تمنا درست نہیں۔"

۹ **حدیث**۔ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ جَعَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ فَاَمْسَكَ عِنْدَهٗ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ وَاَنْزَلَ فِى الْاَرْضِ جُزْءً وَاحِدًا فَمِنْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ يَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ حَتّٰى تَرْفَعُ الْفَرَسُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا خَشْيَةً اَنْ تُصِيْبَهٗ (ص ۱۸)

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالئے نے رحمت کے سو حصے بنائے، ننانوے حصّے تو رکھ لئے۔ اور صرف ایک حصہ زمین پر نازل فرمایا۔ اس ایک حصّہ کے نتیجہ میں مخلوق ایک دوسرے پر شفقت کرتی ہے۔ حتیٰ کہ گھوڑا اپنا سُم اپنے بچے سے ہٹا لیتا ہے کہ کہیں بچے کو تکلیف نہ ہو۔

تشریح۔ "رحمت کے ننانوے حصّے اللہ تعالئے نے خود رکھے اور ایک سب مخلوق میں تقسیم کیا۔"

۱۰ **حدیث**۔ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنِ الْجَارِ فَقَالَ اَرْبَعِيْنَ دَارًا اَمَامَهٗ وَاَرْبَعِيْنَ خَلْفَهٗ وَاَرْبَعِيْنَ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَاَرْبَعِيْنَ عَنْ يَسَارِهٖ (ص ۱۹)

ترجمہ۔ ولید بن دینار حسن سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے ہمسایہ کے متعلق سوال کیا گیا تو کہا کہ چالیس گھر (اپنے گھر کے) آگے، چالیس گھر پیچھے، چالیس گھر دائیں، چالیس گھر بائیں۔

تشریح۔ "چالیس گھر تک ہمسائگت ہے۔"

۱۱ **حدیث**۔ سَمِعْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كَمْ مِنْ جَارٍ مُتَعَلِّقٌ بِجَارِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ يَا رَبِّ هٰذَا اَغْلَقَ بَابَهٗ دُوْنِىْ فَمَنَعَ مَعْرُوْفَهٗ (ص ۱۹)

ترجمہ۔ میں نے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بہت سے لوگوں کا معاملہ

قیامت کے دن اپنے ہمسایہ کی وجہ سے لٹکا رہے گا۔ ہمسایہ کہے گا کہ اے پروردگار! اس شخص نے میرے لیئے، اپنا دروازہ بند کر رکھا تھا۔ اور مجھے اپنے حسن سلوک سے محروم کر دیا کرتا تھا۔

تشریح۔ "قیامت کے دن ہمسایہ کی مدد نہ کرنے پر سوال ہوگا۔"

۱۲۔ **حدیث**۔ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فُلَانَةَ تَقُوْمُ اللَّيْلَ وَتَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَفْعَلُ وَتَصَدَّقُ وَتُؤْذِيْ جِيْرَانَهَا بِلِسَانِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا خَيْرَ فِيْهَا هِيَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ (ص)

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! فلاں عورت ساری رات نمازیں پڑھتی ہے۔ دن کو روزے رکھتی ہے، عمل کرتی ہے، صدقہ دیتی ہے۔ اور اپنے ہمسایوں کو اپنی زبان سے دکھ پہنچاتی ہے۔ اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس میں کوئی بھلائی نہیں وہ جہنمی ہے

تشریح۔ "ہمسایہ سے لڑنے والا نیکی کرکے بھی گنہ گار رہے۔"

۱۳۔ **حدیث** عَنِ الْمِقْدَامِ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَطْعَمْتَ نَفْسَكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَمَا اَطْعَمْتَ وَلَدَكَ وَزَوْجَتَكَ وَخَادِمَكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ (ص۳۱)

ترجمہ۔ حضرت مقدامؓ سے مروی ہے۔ انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو اپنے آپ کھاؤ وہ بھی صدقہ ہے۔ اور جو اپنے بچوں کو، بیوی کو اور خادم کو کھلاؤ وہ بھی صدقہ ہے۔

تشریح "نکتہ عجیب۔ اپنے، اپنے عیال، اپنے غلام پر خرچ بھی صدقہ ہے۔ گویا اس طرح نفس پر خرچ کرنے کا جو بوجھ ہے دور کر دیا۔"

۱۴۔ **حدیث**۔ اَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَهُمْ اَجْرَانِ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِيِّهِ وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَهُ اَجْرَانِ۔ وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْكُ اِذَا اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ اَمَةٌ يَطَأُهَا فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَادِيْبَهَا وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ اَجْرَانِ قَالَ عَامِرٌ اَعْطَيْتُكَهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ وَقَدْ كَانَ يُرْكَبُ فِيْمَا دُوْنَهَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ (ص۳۲)

ترجمہ۔ ابوبردہؓ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جنہیں دوہرا اجر ملے گا۔ ایک تو وہ اہل کتاب جو اپنے نبی پر بھی ایمان لایا۔ اور پھر محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اس کے لئے دو اجر ہیں۔ دوسرا وہ غلام جس نے اللہ کا حق بھی ادا کیا۔ اور اپنے آقا کا بھی، تیسرا وہ شخص جس کی کوئی لونڈی ہو جس سے وہ ہم بستر بھی ہوتا ہو

اس نے اچھا ادب سکھایا، اچھی تعلیم دی۔ پھر اسے آزاد کر دیا۔ پھر اس سے نکاح کر لیا۔ اس کے لئے دوہرا اجر ہے۔ عامر نے کہا کہ ہم نے یہ علم تمہیں مفت دے دیا ہے۔ اور لوگ اس سے کم درجہ کی حدیث سننے کیلئے پیچھے مدینہ تک سفر کرتے تھے۔

تشریح۔ "تین جماعتوں کو دوہرا ثواب ہے۔ اہل کتاب مومن۔ غلام ناصح اور لونڈی آزاد کر کے شادی کرنے والا (اس میں نکتہ ہے کہ لونڈی سے شادی نہ کرنے کی وجہ اس کی تربیت کی کمی ہے۔)"

۱۵ **حدیث** قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صُنِعَ إِلَيْهِ مَعْرُوفًا فَلْيَجْزِهِ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ مَا يَجْزِهِ فَلْيُثْنِ عَلَيْهِ (ص۳۴)

ترجمہ۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے ساتھ نیکی کی جائے اسے چاہیئے کہ نیکی کا بدلہ دے۔ اگر بدلہ نہ دے سکے تو اس کی تعریف ہی کرے۔

تشریح۔ "احسان کا بدلہ دے ورنہ شکریہ ادا کرے۔"

۱۶ **حدیث** عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ بِشَوْكٍ فِي الطَّرِيقِ فَقَالَ لَأُمِيطَنَّ هَذَا الشَّوْكَ لَا يَضُرُّ رَجُلًا مُسْلِمًا فَغُفِرَ لَهُ (ص۳۶)

ترجمہ۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص رستہ پر گزرا کانٹا دیکھا اور کہا اسے ضرور ہٹا دوں گا۔ تاکہ کسی مسلمان کو دکھ نہ دے اس پر اسے بخش دیا گیا۔

تشریح۔ "سڑکوں کا صاف کرنا جنت میں داخل کرے گا۔"

۱۷ **حدیث۔** خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَهْطٍ مِنْ أَصْحَابِهِ يَضْحَكُونَ وَيَتَحَدَّثُونَ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا ثُمَّ انْصَرَفَ وَأَبْكَى الْقَوْمَ وَأَوْحَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا مُحَمَّدُ لِمَ تُقَنِّطُ عِبَادِي فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبْشِرُوا وَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا (ص۴۰)

ترجمہ۔ ایک بار نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو بعض لوگ صحابہ میں سے ہنس رہے تھے اور باتیں کر رہے تھے۔ اس پر حضور اقدس نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم بھی جانتے تو کم ہنستے اور بہت روتے۔ پھر حضور واپس چلے گئے اور لوگوں کو رلا دیا۔ اللہ عزوجل نے وحی بھیجی اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) میرے بندوں کو مایوس نہ کرو۔ اس پر آنحضرت دوبارہ رونق افروز ہوئے اور ارشاد فرمایا بشارت ہو میانہ روی اختیار کرو اور ایک دوسرے سے قریب آجاؤ۔

تشریح۔ "صحابہ کو ہنستے دیکھ کر منع کیا مگر پھر الہاماً روکے گئے اور میانہ روی کی نصیحت کی۔"

جناب صوفی محمد اسحٰق صاحب

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

(یہ مضمون اجتماع انصار اللہ ۱۹۷۷ء میں پڑھا گیا۔)

ہر نبی کی بعثت پر اللہ تعالےٰ کی ایک خاص تقدیر دنیا میں کارفرما اور جلوہ نما ہوتی ہے۔ جو قرآن مجید میں بایں الفاظ درج ہے۔

وَ نُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِیْنَ (القصص آیت ۶)

یعنی ہم ان لوگوں پر احسان کرنا چاہتے ہیں جو دنیا میں کمزور سمجھے جاتے ہیں اور ہم انہیں روحانی پیشوا اور دین و دنیا کا وارث بنانا چاہتے ہیں۔

اس مشیت ایزدی اور تقدیر ربانی کے ماتحت اسلام نے جن خاک نشینوں کو ہم دوش ثریا کر دیا۔ اور جن فانی انسانوں کو شہرت عام اور بقائے دوام بخشی۔ ان کے ہراول دستہ میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا نام نامی و اسم گرامی نہایت ممتاز اور نمایاں نظر آتا ہے۔

آپ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ دربار رسالت سے آپ کو سلمان الخیر کا لقب ملا۔ سلمان فارسی کے نام سے آپ نے تاریخ میں شہرت پائی۔ اور آپ خود اپنا نسب نامہ یوں بیان کرتے تھے۔ سلمان بن اسلام بن اسلام اس لئے کہ آپ کو بوجہ غیرت ایمانی اپنے مجوسی والدین کی طرف منسوب ہونا گوارا نہ تھا۔

آپ کا اصلی نام مابہ بن بوذخشان بن یہوذان بن فیروز بن سہرک تھا۔ اور آپ ایران کے علاقہ اصفہان کی بستی جی یا رام ہرمز کے گرد و نواح کے رہنے والے تھے۔ اس لئے آپ اصفہانی بھی کہلاتے تھے۔ آپ کا والد مجوسی المذہب تھا۔ اور آگ کی پرستش اس کا طریق عبادت تھا۔ اس کو اپنے بیٹے مابہ یعنی سلمان سے اس قدر محبت تھی کہ وہ اسے اپنے گھر سے باہر نہ نکلنے دیتا۔ اور اسے حکم دے رکھا تھا کہ وہ آگ کو بجھنے نہ دے۔ چنانچہ اسی وجہ سے حضرت سلمان ایک عرصہ دراز تک اپنے گھر سے باہر قدم نہ رکھ سکے۔ آپ کے والد کا پیشہ زراعت تھا۔ اور یہی ان کی آمد کا سب سے بڑا ذریعہ تھا۔ اور

وہ حضرت سلمان کو گھر پر چھوڑ کر خود ہر روز زمینوں کی نگہداشت وغیرہ کے لئے باہر جایا کرتا تھا۔ لیکن ایک دن گھر میں ایک ضروری کام کے باعث وہ خود زمینوں پر نہ جا سکا اور مجبوراً حضرت سلمان کو اپنی جگہ باہر بھیجدیا۔ اور یہیں سے آپ کی تلاش حق کی داستان کا آغاز ہوتا ہے۔ جو اس بات کا عملی ثبوت ہے کہ ؎

اگر خود آدمی کاہل نہ باشد در تلاشِ حق
خدا خود راہ بنماید طلب گارِ حقیقت را

حضرت سلمان فرماتے ہیں کہ زمین کی دیکھ بھال کے سلسلہ میں جب ایک دن میرا گزر عیسائیوں کے گرجا کے پاس سے ہوا اور مجھے ان کی عبادت کی آواز آئی تو میں گرجا کے اندر چلا گیا۔ اور ان کی عبادت ختم ہونے تک وہیں بیٹھا رہا۔ اور مجھے ان کا مذہب اس قدر اچھا لگا کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ مذہب ہمارے مذہب کی نسبت بہت اچھا ہے۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ میں غروب آفتاب تک عیسائیوں کے پاس ہی بیٹھا رہا اور روانگی سے قبل ان سے پوچھا کہ تمہارے مذہب کا سرچشمہ کہاں ہے؟ انہوں نے کہا۔ ملک شام میں۔ اس پر میں نے کہا کہ جب کوئی قافلہ اس ملک کو جائے تو مجھے اس کے ساتھ وہاں بھجوا دینا اور ان کو پتہ دے کر میں اپنے گھر واپس آ گیا۔ آپ کہتے ہیں کہ جب میں گھر واپس آیا تو میرے والد نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم اتنی دیر کہاں رہے ہو۔ تو میں نے ان سے کہا کہ آج میں نے عیسائیوں کو عبادت کرتے دیکھا ہے اور مجھے ان کا دین اپنے دین سے بہتر لگا ہے۔ اس پر میرے والد بہت ناراض ہوئے۔ اور کہنے لگے تیرے آبا و اجداد کا مذہب ان کے مذہب سے بہت اچھا ہے۔ جس پر میں نے کہا بخدا ہرگز نہیں اس پر میرے والد اور بھی بہت ناراض ہوئے اور بیڑیاں پہنا کر مجھے گھر میں مقید کر دیا۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عیسائیوں کو اپنی حالت کی اطلاع بھجوا دی اور انہیں کہلا بھیجا کہ مجھے تمہارا مذہب پسند ہے اس لئے اگر کوئی قافلہ ملک شام کو جائے تو مجھے اطلاع دینا۔ چنانچہ چند روز کے بعد جب شام سے ایک تجارتی قافلہ آیا تو انہوں نے مجھے اطلاع دی اور میں نے کسی نہ کسی طریق سے اپنے آپ کو آزاد کر لیا۔ اور ان کے ساتھ ملک شام کو ہو لیا۔ اور یہاں پہنچ کر عیسائیوں سے دریافت کیا کہ تمہارے مذہب کا سب سے بڑا عالم کون ہے تو انہوں نے مجھے ایک پادری کے پاس پہنچا دیا۔ مگر یہ پادری بہت بدکردار اور بداخلاق تھا لوگوں سے صدقہ لے کر مستحقین میں تقسیم کرنے کی بجائے اپنے پاس رکھ لیتا۔ اور اس طرح اس نے سونے چاندی کے سات مٹکے اپنے پاس جمع کر لئے۔ حضرت سلمان فرماتے ہیں کہ مجھے اس سے بہت تکلیف ہوئی لیکن سوائے پیچ و تاب کھانے کے اور کچھ نہ کر سکتا تھا۔ اتفاق سے یہ پادری مر گیا اور اس کی جگہ دوسرا پادری مقرر ہوا۔ جو بڑا عابد و زاہد اور تارک الدنیا تھا۔ اور میں اس سے بہت مانوس ہو گیا اور اس سے دلی

محبت کرنے لگا۔ آخر ایک عرصہ کے بعد جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا۔ تو میں نے اسے کہا کہ اب آپ مجھے کیا نصیحت کرتے ہیں۔ اس نے کہا موصل میں ایک شخص ہے جو دین حق کا سچا پیرو ہے تم اس کے پاس چلے جاؤ۔ حضرت سلمان کہتے ہیں کہ میں موصل پہنچکر اس شخص کو جا ملا۔ اور اس کی زیر تربیت رہنا شروع کر دیا۔ آخر جب اس کی موت کا وقت بھی نزدیک آگیا۔ تو میں نے اس سے بھی دریافت کیا کہ اب میں کہاں جاؤں تو اس نے مجھے نصیبین میں ایک آدمی کا پتہ دیا۔ چنانچہ میں اس کے پاس پہنچ گیا۔ اور اس سے روحانی کسب فیض شروع کر دیا۔ بالآخر جب اس کی وفات بھی قریب آگئی۔ تو میں نے اس سے بھی حسب سابق دریافت کیا کہ اب میں اپنی روحانی تربیت کے لئے کہاں جاؤں؟) اس نے مجھے عموریہ میں اپنا گوہر مقصود حاصل کرنے کی تلقین کی۔ چنانچہ میں وہاں پہنچ گیا۔ اور وہاں کے لاٹ پادری کے پاس مقیم ہو گیا۔ اور یہاں میں نے کچھ گائے بکریاں بھی پال لیں۔ اور اس طرح اپنی مادی اور روحانی دونوں غذاؤں کا انتظام کر لیا۔ آپ فرماتے ہیں میں ایک عرصہ تک یہاں مقیم رہا۔ اور اللہ تعالیٰ نے میرے مادی رزق میں بھی خوب برکت دی۔ آخر جب اس لاٹ پادری کا پیمانہ حیات بھی لبریز ہو گیا تو میں نے اسے اپنی ساری سرگزشت سنائی۔ کہ اس قدر مراحل طے کرنے کے بعد آپ کے پاس پہنچا تھا۔ اب آپ بھی آخرت کے سفر پر آمادہ ہیں۔ اس لئے میرا بھی کوئی سامان کرتے جائیے۔ اس نے کہا بیٹا آج دنیا میں کوئی شخص ایسا باقی نہیں کہ جس سے ملنے کا مشورہ میں تمہیں دوں۔ البتہ اب اس نبی کے ظہور کا زمانہ قریب ہے۔ جو ریگستان عرب سے اٹھ کر دین ابراہیمی کو از سر نو زندہ کرے گا۔ اور ایک کھجوروں والی زمین کی طرف ہجرت کرے گا۔ اس کی علامات یہ ہیں کہ وہ ہدیہ قبول کریگا لیکن صدقہ کو اپنے لئے حرام سمجھے گا۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس پادری کی وفات کے بعد چند روز میں عموریہ میں ٹھہرا۔ اور اسی اثناء میں عرب کے قبیلہ بنو کلب کے تاجر ادھر سے گزرے تو میں نے ان سے کہا اگر تم مجھے عرب پہنچا دو تو میں اپنی گائیں اور بکریاں تمہاری نذر کر دونگا۔ الغرض تلاش حق میں آپ کی اس وقت کی حالت اس شعر کی مصداق تھی ؎

چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک راہرو کے ساتھ
پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں

حضرت سلمان کہتے ہیں بہر حال یہ سودا کر کے میں ان عربوں کے ساتھ ہو لیا۔ لیکن ان عربوں نے میرے ساتھ دھوکہ کیا اور وادیٔ قریٰ میں پہنچکر مجھے ایک یہودی کے پاس غلام بنا کر فروخت کر دیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ غلامی میں بھی جب مجھے اس یہودی کے ہاں کچھ کھجوروں کے درخت نظر آئے تو میری کچھ آس بندھی کہ شاید میں اپنی منزل مقصود کے قریب آ ہی گیا ہوں۔ لیکن جب اس نے آگے مجھے اپنے چچیرے بھائی کے پاس بیچ دیا تو مجھے ایک

دھچکہ لگا۔ لیکن یہ شخص مجھے مدینہ لے آیا اور میں اُس کا غلام بن کر مدینہ رہنے لگا۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایک روز جب میں اس یہودی کے ہاں ایک درخت پر چڑھ کر اسے کچھ درست کر رہا تھا تو اس کا ایک رشتہ دار اس کے ہاں آیا اور کہنے لگا خدا بنی قیلہ کو غارت کرے۔ وہ سب کے سب قبا میں ایک شخص کے پاس جمع ہیں جو مکہ سے آیا ہے اور یہ لوگ اسے نبی سمجھتے ہیں۔ حضرت سلمان کہتے ہیں کہ میرا یہ سننا تھا کہ میرے بدن میں ایک سنسناہٹ پیدا ہوئی اور صبر و شکیب کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ اور قریب تھا کہ میں درخت سے گر جاتا۔ کیونکہ یہی تو وہ چیز تھی جس کی خاطر میں نے غلامی در غلامی کی بے پناہ صعوبتیں اٹھائی تھیں۔ آپ کہتے ہیں کہ میں نے نیچے اترتے ہی اس شخص سے پوچھا کہ کیا بات ہے اس پر میرے آقا نے مجھے ایک گھونسہ مارا۔ اور کہا جاؤ اپنا کام کرو۔ آپ کہتے ہیں کہ میرے لئے سوائے صبر کے کوئی چارہ نہ تھا۔ اس لئے میں خاموش ہو گیا۔ لیکن شام کو چپکے سے میں کچھ کھانے کی چیزیں لے کر دربار رسالت میں جا پہنچا۔ اور عرض کی کہ آپ خدا کے برگزیدہ ہیں۔ اور کچھ غریب الدیار اور اہل حاجت آپ کے ساتھ ہیں۔ میرے پاس صدقہ کے لئے کچھ چیزیں رکھی تھیں۔ آپ لوگوں سے زیادہ مستحق ان کا کون ہو گا۔ انہیں قبول فرمائیے۔ حضرت سلمان فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود نوش نہ فرمایا اور دوسروں کو کھانے کا حکم دیا۔ جس پر مجھے ایک گونہ تسلی ہوئی۔ کہ میرا گوہر مقصود اب قریب ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ دوسرے روز پھر میں کچھ چیزیں لے کر دربار رسالت میں پہنچا۔ اور اب کے کہا کہ یہ اشیاء ہدیہ ہیں جس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود بھی یہ اشیاء کھائیں اور اصحاب کو بھی دیں۔ اور میں آپ کو بوسہ دینے کے لئے آپ پر جھک گیا۔ اور میرا اصل مقصد آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت کو دیکھنا تھا۔ جس پر حضور نے مجھے سامنے آنے کا ارشاد کیا اور مجھ سے حقیقت حال پوچھی۔ جس پر میں آپ کو اپنی ساری سرگزشت سنا دی۔ جس پر حضور نے اپنے سب صحابہ کو یہ کہانی سنوائی اور مجھے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے آقا سے مکاتبت یعنی آزادی کا سودا کر لو۔ چنانچہ اس کے ساتھ ۳۰۰ کھجور کے درخت اور ۴۰ اوقیہ سونے پر سودا ہو گیا۔ اور آنحضرتؐ کے ارشاد مبارک پر سب صحابہ نے مل کر ۳۰۰ درخت اس یہودی کی زمین میں گاڑ دیئے۔ اور ایک غزوہ میں آنحضرتؐ کو کچھ سونا مال غنیمت میں آیا۔ تو اُس یہودی کو اس کا مطلوبہ سونا دے کر مجھے جسمانی غلامی سے آزادی ملی۔ اور میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی غلامی عمر بھر کے لئے اختیار کر لی۔

حضرت سلمانؓ کا ایمان و اخلاص

حضرت سلمانؓ نے اب مستقل طور پر مسلمانوں کے ساتھ سکونت اختیار کر لی اور اصحاب الصفہ میں شامل ہو گئے

اور چونکہ آپ بالکل غریب الدیار تھے۔ اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مکی مہاجرین کی طرح انکی مواخاۃ حضرت ابو درداءؓ کے ساتھ قائم کر دی۔ جو ان دونوں نیک وجودوں نے اپنی عمروں کے آخری لمحات تک نہایت صدق وثبات سے نبھائی۔

حضرت سلمانؓ کی اسلامی خدمات۔

بدر اور اُحد کی جنگیں تو حضرت سلمان کی غلامی کے زمانہ میں گزر گئیں۔ لیکن آزادی کے بعد آپنے اپنے آپ کو مستقل طور پر اسلام کے لئے وقف کر دیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خادم ہونے کا شرف حاصل کیا۔ اور حضور کو آپ سے اس قدر محبت تھی کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب بھی رات کو حضرت سلمان سے مصروف گفتگو ہوتے تو ہمیں خیال آتا کہ شائد آج ہم میں سے کسی کی باری کھوئی جائے گی۔ پھر جب ۵ھ میں جنگ احزاب کا خطرہ سر پر منڈلانے لگا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے اس بارہ میں مشورہ کیا تو حضرت سلمانؓ نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا۔ اور کہا۔ اِنَّا كُنَّا بِفَارِسَ اِذَا حُوصِرْنَا خَنْدَقْنَا عَلَيْنَا۔ یعنی ایران میں ہم بوقت محاصرہ خندق کے ذریعہ سے اپنے آپکو محفوظ کر لیا کرتے تھے۔ حضور نے اس مشورہ کو قبول کیا اور مدینہ کے گرد خندق کھدوائی گئی۔ (بحوالہ سیرۃ ابن ہشام تاریخ طبری طبقات ابن سعد) حضرت سلمان اس جنگ میں نہایت ہی سرگرم مجاہد کی حیثیت سے شریک ہوئے۔ اور اس کے بعد آپ کبھی کسی غزوہ میں پیچھے نہ رہے۔

حضرت سلمانؓ کا فضل وکمال

ویسے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سارے ہی صحابہؓ آسمان روحانیت کے روشن ستارے ہیں۔ اور اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اصحابی کالنجوم بایّھم اقتدیتم اھتدیتم۔ لیکن ستارے ستارے میں بھی فرق ہوتا ہے اور اسلامی تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت سلمان اسلام کے روحانی فلک کے روشن ترین ستاروں میں سے ایک تھے۔ آپ آزادی کے بعد دن کا اکثر حصہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں گزارا کرتے تھے۔ اس لئے آپ کو دینی علوم ومعارف سے بہرہ ور ہونے کا وافر موقعہ میسر آیا۔

روایات میں آتا ہے کہ جب حضرت علیؓ سے حضرت سلمانؓ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ سلمان علم وحکمت میں لقمان حکیم کے برابر ہیں اور ان کو علم اوّل اور علم آخر ہر دو پر دسترس حاصل ہے۔ یعنی کتب سابقہ اور قرآن مجید

ہر دو کا علم ہے (حضرت معاذ بن جبل جو خود بھی بڑے عالم اور صاحب کمال تھے ۔ انہوں نے ایک دفعہ اپنے ایک شاگرد کو جن چار علماء سے علم حاصل کرنے کو کہا ان میں حضرت سلمان کا نام بھی تھا ۔ اور ایک موقعہ پر خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کے متعلق فرمایا کہ سلمان علم سے لبریز ہے ۔ (بحوالہ طبقات ابن سعد جلد ۴ ص۶۱) اسد الغابہ کا مصنف لکھتا ہے کہ حضرت سلمان فضلا صحابہ میں سے تھے ۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوسعید خدری حضرت ابن عباس حضرت اوس بن مالک اور ابن عجرہ وغیرہ آپ کے زمرۂ تلامذہ میں سے ہیں ۔ ابن نباتہ کی روایت ہے کہ میں نے حضرت علیؓ سے ایک دفعہ حضرت سلمانؓ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا ۔

ما اقول فی رجل خلق من طینتنا و روحہ مقرونۃ بروحنا خصہ اللہ تعالیٰ من العلوم باولھا و اخرھا و ظاھرھا و باطنھا و سرھا و علانیتھا

یعنی میں اس شخص کے بارہ میں کیا کہوں جو ہماری مٹی سے پیدا ہوا ۔ اور اس کی روح کو ہماری روح سے کامل مجانست ہے اور اللہ تعالےٰ نے اسے علوم اوّل و آخر اور ظاہر و باطن سے سرفراز کیا ہوا ہے (بحوالہ رجال من الصحابہ ص۱۵۱ مولفہ احمد مغنیہ مطبوعہ بیروت)

پس بلاشک حضرت سلمان بہت سے فضائل کے حامل تھے ۔ ان فضائل میں سے پہلی فضیلت یہ ہے کہ حضرت سلمانؓ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے شرف قرابت سے اس طرح نوازا کہ صرف آپ ہی وہ صحابی ہیں جن کے متعلق باوجود آپ کے غیر از خاندان ہونے کے آپ نے فرمایا کہ سلمان منا اھل البیت یعنی سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہیں ۔ دوسری بات وہ ہے کہ جس سے نہ صرف حضرت سلمان کا خود بلکہ ان کی ساری قوم کا سر فخر سے سارے عالم اسلام میں ہمیشہ ہمیش کے لئے بلند ہو گیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک روز مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے ۔ ایک صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ یہ اٰخرین منھم کون ہیں ۔ اور یہ سنکر حضور نے بڑے ہی پیار سے حضرت سلمانؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا

لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل او رجالٌ من ھؤلاء

یعنی ایک وقت آنے والا ہے ۔ کہ جب ایمان ثریا پر چلا جائے گا تو اس وقت ایمان کو وہاں سے نیچے لانے کا شرف اس شخص کی قوم کے ایک فرد یا افراد کو ہو گا ۔ پس اس شخص کی خوش نصیبی کا کیا کہنا ہے کہ جس نے ایمان لاکر نہ صرف خود کو سرفراز کیا بلکہ اپنی ساری قوم کے لئے ایک عظیم بشارت خود حضرت سرور کائنات کے دہن مبارک سے حاصل کی ۔ اسی لئے کسی نے کہا ہے تو کیا ہی خوب کہا ہے

لَعُمْرُكَ مَا الْاِنْسَانُ اِلَّا بِدِيْنِهٖ ۞ فَلَا تَتْرُكِ التَّقْوٰى اِتِّكَالًا عَلَى الْحَسَبِ

نَفْدُ دِیْنِ الْاِیْمَانِ سَلْمَانُ فَارِسِیْ ٭ وَقَدْ وَضَعَ الشِّرْکُ الشَّرِیْفُ اَبَا لَہَبِ

یعنی انسان کی قدر وقیمت صرف اس کے دین کے باعث ہے۔ پس اے مخاطب تو اپنے حسب ونسب پر تکیہ کرتے ہوئے تقوے کو خیرباد کہو۔ کیونکہ ایمان نے سلمان فارسی کو رفیع القدر اور شرک نے ابولہب جیسے اشراف قوم کو ذلیل بنا کر رکھ دیا ہے۔

ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلسَّابِقُ اَرْبَعَۃٌ اَنَا سَابِقُ الْعَرَبِ وَصُہَیْبٌ سَابِقُ الرُّوْمِ وَسَلْمَانُ سَابِقُ الْفُرْسِ وَبِلَالٌ سَابِقُ الْحَبْشَۃِ

یعنی ایمان کے چار ~~ضمون~~ سابق ہیں۔ عربوں میں میں یعنی خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔ رومیوں میں حضرت صہیب۔ ایرانیوں میں سے حضرت سلمان اور اہل حبشہ میں سے حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین (بحوالہ رجال من الصحابہ ص۱۶۲ مولفہ احمد مخنیہ مطبوعہ بیروت) پس بلاشبہ حضرت سلمان فارسی ایک بلند پایہ اور صاحب فضل وکمال صحابی تھے۔

حضرت سلمانؓ کے عادات وخصائل

حضرت سلمانؓ نہایت متقی پارسا اور زاہد انسان تھے۔ عمر بھر آپ نے اپنے لئے کوئی گھر نہ بنایا آپ بے حد سادہ اور سادگی پسند تھے۔ تکلفات اور تعیشات زندگی سے بالکل مجتنب تھے۔ حضرت عمرؓ نے آپ کو مدائن کا گورنر مقرر کرکے بھیجا تو باوجود اس کے کہ آپ کو ایک معقول تنخواہ ملتی تھی۔ لیکن پھر بھی آپکی سادگی میں کوئی فرق نہ آیا (آپ اپنے ہاتھ سے چٹائیاں بنایا کرتے تھے اور آپ اس کی آمد کا ایک تہائی بطور سرمایہ رکھتے اور ایک تہائی صدقہ کردیتے۔ اور ایک تہائی سے اپنے روزمرہ کے اخراجات چلاتے۔) آپ کی انتہائے سادگی کا یہ عالم تھا کہ مدائن کی گورنری کے زمانہ میں ایک شخص نے آپ کو ایک عام مزدور سمجھ کر اپنی انجیروں کی ٹوکری اٹھا لے جانے کو کہا اور آپ نے بھی اسے مطلقاً پتہ نہ لگنے دیا کہ آپ کون ہیں اور چپکے سے اس کا سامان اٹھا کر اس کے ساتھ ہو لئے۔ رستہ میں جب کسی نے اسے بتلایا۔ تو اس نے آپ سے بہت معذرت کی اور بہت نادم ہوا۔ لیکن آپ نے اسے کہا اس میں مجھے نیت کا ثواب ملے گا اور اب تو میں اسے منزل مقصود پر پہنچا کر ہی دم لوں گا اور ایسا ہی کیا۔ ایک دفعہ آپ سے کسی نے پوچھا۔

مَا یُکْرِہُکَ الْاِمَارَۃَ قَالَ حَلَاوَۃُ رَضَاعِہَا وَمَرَارَۃُ فِطَامِہَا۔

یعنی آپ گورنری کو ناپسند کیوں کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا اس لئے کہ اس کا دودھ پینا تو بڑا شیریں ہے لیکن اس کا دودھ چھوڑنا سخت کڑوا ہے۔ اور حقیقتاً آپ جیسے لوگوں کے متعلق ہی کسی نے کہا ہے۔ اور خوب کہا ہے کہ؎

آں مسلماناں کہ میری کردہ اند　٭　در شہنشاہی فقیری کردہ اند

حضرت سلمانؓ کی روایات

اوپر بتایا جا چکا ہے کہ حضرت سلمانؓ ایک بہت بڑے عالم اور فقیہہ تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طویل صحبت سے متمتع اور سرفراز تھے۔ تاہم آپ روایت حدیث میں نہایت محتاط تھے اور اسی لئے آپ کی روایات کی تعداد بشکل ۶۰ ہے۔ برائے تبرک میں آپ کی صرف ایک روایت آپکو سناتا ہوں۔ آپ روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَکْثَرُ النَّاسِ ذُنُوْبًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَکْثَرُهُمْ کَلَامًا فِیْ مَعْصِیَةِ اللّٰهِ

یعنی قیامت کے دن سب سے بڑا گنہگار وہ ہوگا جو اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کے متعلق سب سے بڑھ کر باتیں کرتا رہا ہوگا۔

حضرت سلمانؓ کی وفات

حضرت سلمانؓ کی وفات مدائن میں ہوئی اور وہاں ہی آپ کی تدفین ہوئی۔ آپ کا مقبرہ اس وقت بھی قائم ہے اور مرجع خلائق ہے۔ آپ نے ایک طویل عمر پائی ٭

سہ ماہی امتحان انصار اللہ

سال رواں کی سہ ماہی اوّل کا امتحان انشاء اللہ العزیز ۳۱ … بروز جمعہ منعقد ہوگا۔ نصاب درج ذیل ہے۔

۱۔ ترجمہ پارہ ۱۵ ربع سوم (۲) لیکچر لدھیانہ (۳) حفظ قرآن کریم (کم از کم ایک رکوع) (۴) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دس منتخب الہامات مع ترجمہ

نوٹ۔ کتاب لیکچر لدھیانہ الشرکۃ الاسلامیہ سے براہ راست حاصل کریں۔ دفتر کی معرفت اکٹھی لینے میں قیمت میں رعایت ہو جاتی ہے۔ منتخب الہامات انشاء اللہ ماہنامہ میں شائع میں شائع کر دیئے جائیں گے۔ زعماء/زعماء اعلیٰ سے گزارش ہے کہ اس نصاب کے مطابق تیاری شروع کرویں۔　　(قائد تعلیم)

جناب مرزا عبد الحق صاحب

قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ

(یہ مضمون اجتماع انصار اللہ ۱۹۷۵ء میں پڑھا گیا۔)

حضرت صاحبزادہ صاحب کی پیدائش ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء کو ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کی پیدائش سے متعلق اس سے قریباً ۴½ ماہ قبل پیشگوئی فرمائی تھی۔ الہام الٰہی کے الفاظ یہ ہیں:-

یاتی قمر الانبیاء و امرك یتاتیٰ۔ یسر اللہ وجهك و ینیر برهانك سیولد لك الولد ویدنی منك الفضل۔ ان نوری قریب

(آئینہ کمالات اسلام ص۲۶۶، تریاق القلوب ص۹۲)

یعنی نبیوں کا چاند آئے گا۔ اور تیرا کام بن جائے گا۔ اللہ تجھے خوش کرے گا اور تیری برہان کو روشن کرے گا۔ تیرے ہاں ایک لڑکا پیدا کیا جائے گا۔ اور فضل تجھ سے نزدیک کیا جائے گا۔ یعنی وہ خدا کے فضل کا موجب ہوگا۔ اور میرا نور قریب ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس رنگ میں اپنی اولاد کے لئے دعائیں فرمائیں ان کا کسی قدر نمونہ آپ کے بعض اشعار میں ملتا ہے۔ ان کے ایک حصہ کو یہاں اس لئے درج کیا جاتا ہے کہ ان میں آپ نے اولاد کے لئے جو کچھ مانگا ہے اس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اولاد دی۔ اور ان کی زندگیوں کو ان ہی صفات کا مرقع بنایا۔ وہ اشعار یہ ہیں ؎

مرے مولا مری یہ اک دعا ہے ❊ تری درگاہ میں عجز و بکا ہے
وہ دے مجھ کو جو اس دل میں بھرا ہے ❊ زباں چلتی نہیں شرم و حیا ہے
مری اولاد جو تیری عطا ہے ❊ ہر اک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے
تری قدرت کے آگے روک کیا ہے ❊ وہ سب دے انکو جو مجھ کو دیا ہے

عجب محسن ہے تو بحر الایادی

فسبحان الذی اخزی الاعادی

نجات انکو عطا کر گندگی سے ❊ برات ان کو عطا کر بندگی سے

رہیں خوشحال اور فرخندگی سے ؛ بچانا اے خدا بد زندگی سے
وہ ہوں میری طرح دیں کے منادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

نہ چھوڑیں وہ تیرا یہ آستانہ ؛ مرے مولےٰ انہیں ہردم بچانا
یہ ہو۔ مَیں دیکھ لوں تقوےٰ سبھی کا ؛ جب آوے وقت میری واپسی کا
بشارت تونے پہلے سے سنادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد ؛ بشارت تُونے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد ؛ بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر تُونے یہ مجھ کو بارہا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

میری اولاد سب تیری عطا ہے ؛ ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے
یہ پانچوں جو کہ نسلِ سیدہ ہے ؛ یہی ہیں پنج تن جن پر بنا ہے
یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

اللہ تعالےٰ کے کلام میں آپکو قمر الانبیاء کا نام دیا گیا۔ آپ میں واقعی قمر جیسا نور اور ٹھنڈک اور دلربائی تھی بعینہٖ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کے مطابق آپکو قلبی پاکیزگی بھی دی گئی۔ جس کا اظہار آپ کے ہر فعل سے ہوا۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نقش قدم پر چل کر دین کے منادی بھی بنے اور ساری عمر اسی میں گزاری۔ آپکو خوشحالی اور فرخندگی بھی دی گئی۔ شمشاد کی طرح بڑھنے والی بات بھی آپ میں پوری ہوئی۔ اور پانچ میں سے ایک ہو کر سلسلہ کی تقویت کا موجب بھی بنے۔ غرضیکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اللہ تعالےٰ کے حضور میں دعا کا ہر حصہ آپ کے برکت والے وجود میں پورا ہوا۔

اس جگہ خاکسار آپ کی سیرت کے چند ایک پہلو وقت کی رعایت کے لحاظ سے نہایت اختصار سے بیان کرتا ہے۔ یہ سب ذاتی مشاہدہ کی بناء پر ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ایک لمبا عرصہ آپ کے ساتھ تعلق کا موقعہ عطا فرمایا۔

آپ کی سیرت کا سب سے نمایاں پہلو وہی تھا جو الہام الٰہی میں بتایا گیا تھا۔ آپ نہایت درجہ حلیم اور بردبار تھے۔ کبھی کسی کا دل نہ دکھاتے تھے۔ اگر کوئی تیزی سے بھی کام لیتا تو آپ تحمل سے جواب دیتے سوائے ایسے موقعہ کے جس میں دینی غیرت کا سوال ہو۔ آپ کبھی غصہ کا اظہار نہ کرتے۔ ہمیشہ کوہ وقار نظر آتے۔ دوستوں کے ساتھ بھی رأفت اور شفقت کا سلوک کرتے اور ماتحتوں اور ملازموں کے ساتھ بھی۔ خط میں ہمیشہ مکرمی محترمی سے مخاطب فرماتے۔ دوستوں کے احساسات کا بہت خیال رکھتے۔ ایک دفعہ گورداسپور میرے مکان پر تشریف لائے۔ تو خاکسار کو اندر سے نہ بلایا بلکہ برآمدہ میں ٹہلتے رہے۔ جب خاکسار خود کسی کام کے لئے باہر آیا۔ تو آپ کو ٹہلتے ہوئے دیکھا۔ میں نے عرض کی کہ آپ نے مجھے اندر سے بلا کیوں نہ لیا۔ فرمانے لگے مجھے خیال ہوا کہ اس طرح آپ کو تکلیف ہوگی۔ آپ خود ہی باہر نکلیں تو ٹھیک ہے۔ آپ دوسروں کی مدد کے لئے ہمیشہ مستعد رہتے۔ دوست ہوں یا غیر حتی الوسع ان کی مدد فرماتے۔ خاکسار کو کئی بار آپ کی خدمت میں دوستوں کے کاموں کے لئے حاضر ہونا پڑتا۔ آپ ہمیشہ بشاشت سے توجہ فرماتے۔ اور جہاں تک ہو سکتا کام کر دیتے۔ انکار کبھی نہ کرتے۔ تعلقات کو آپ خود نباہتے۔ خطوط کا جواب باقاعدگی سے دیتے۔ ایسا کبھی نہ ہوتا کہ کوئی خط بغیر جواب رہ جائے۔ یہ بھی ایک بہت پسندیدہ اور تعلقات کو بڑھانے والا خلق ہے۔ بعض دوست اس کی چنداں پروا نہیں کرتے۔ لیکن یہ بہت نامناسب ہوتا ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب اس بارہ بہت احتیاط فرماتے۔ فوت ہونے والے دوستوں کے متعلق آپ تعزیتی مضمون بھی الفضل میں چھپواتے۔ تاکہ متوفی کی خوبیاں ضبط تحریر میں آجائیں۔ اور اس کے لئے دعا ہو جائے۔ اور پسماندگان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار ہو کر ان کے لئے باعث تسکین ہو۔ یہ بات آپ کے بعد حضرت مولوی ابوالعطاء صاحب مرحوم نے بھی جاری رکھی۔ آپ بھی ہمیشہ اس کا اہتمام فرماتے۔

آپ کی ہمدردی کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ خاکسار پر ایک تکلیف آئی۔ آپ کو کسی دوست سے اس کا علم ہوا تو قادیان کی ساری مساجد میں خاکسار کے لئے دعا کا اعلان کروایا اور خاکسار حسب معمول اتوار کے روز قادیان آیا۔ تو اس امر پر بہت افسوس کا اظہار فرمایا کہ خاکسار نے آپ کی خدمت میں اس کی اطلاع نہ دی۔ اگر آپس میں ہمدردی کی یہ صورت پیدا ہو جائے تو معاشرہ کیسا خوبصورت بن جائے۔

آپ اپنی تمام مصروفیتوں کے باوجود ملنے والوں کو وقت دینے سے گریز نہ کرتے۔ خاکسار کو جب کبھی بھی حاضر ہونے کا موقعہ ملا آپ کو نہایت بشاشت اور خوشدلی سے ملتے ہوئے اور وقت دیتے ہوئے پایا۔ آپ کے کاموں میں باقاعدگی بہت ہوتی۔ وقت کی پابندی فرماتے۔ اس بات کا خیال رکھتے کہ ساتھ کام کرنے والے کا وقت آپ کی وجہ سے ضائع نہ ہو۔ نگران بورڈ میں خاکسار کو آپ کے ساتھ کام کرنے

کا موقعہ ملا ہے۔ اجلاس کے لئے وقت کی پابندی کے ساتھ تشریف لے جاتے۔ اور بڑی متانت اور خوش اسلوبی اور تدبر کے ساتھ تمام معاملات طے کرتے۔ ایسا راستہ اختیار کرتے جس سے تمام ممبران کا اتفاق ہو جائے۔ روحانی اور اخلاقی رفعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فہم بھی بہت عطا کیا تھا۔ بات کی تہ تک پہنچتے اور مضبوط دلائل سے کام لیتے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دست راست کے طور پر کام کرتے۔ اور حضور بھی آپ کو سب کاموں میں شریک رکھتے۔ آپ خلافت کو اپنا صحیح مقام بھی دیتے۔ اور نہایت درجہ احترام اور اطاعت کرتے۔ ایک دفعہ خاکسار آپ کے ہمراہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ بے احتیاطی سے کوئی کلمہ نکل گیا۔ باہر آکر فرمانے لگے کہ خلیفہ وقت کے سامنے پورا متادب ہونا چاہیئے کبھی وقت بھی آواز میں نا ملائمت نہیں پیدا ہونی چاہیئے۔

مشوروں میں آپ تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالتے اور کسی حصہ کو تشنہ نہ رہنے دیتے۔ خواہ وہ کوئی بڑا مشورہ ہوتا یا معمولی آپ کی قوت استدلال کا اس میں اظہار ہوتا۔ گورداسپور میں ایک مرتبہ خاکسار کو مستقل سرکاری وکالت کی پیشکش ہوئی تو خاکسار نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھا۔ اس وجہ سے خاص طور پر کہ حضور کے حکم سے ہی خاکسار نے گورداسپور میں پریکٹس شروع کی تھی۔ ورنہ میں نے کئی مرتبہ وقف زندگی کے لئے حضور کی خدمت میں لکھا تھا۔ حضور نے حضرت صاحبزادہ صاحبؓ اور حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال سے اس بارہ میں مشورہ طلب فرمایا۔ حضرت صاحبزادہ صاحبؓ نے جو خط اس کے متعلق حضور کی خدمت میں لکھا وہ حضور نے مجھے اپنے حکم کے ساتھ بھجوا دیا۔ اس خط سے آپ کے مشوروں کا پتہ چلتا ہے کہ کس طرح وہ اپنے اندر ہر پہلو کو لئے ہوئے تھے۔ وہ خط یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — ھو — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

سیدنا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

حضور نے مکرم مرزا عبد الحق صاحب کے خط پر جس میں انہوں نے حضور سے مشورہ مانگا ہے۔ مکرم چوہدری فتح محمد صاحب سیال اور خاکسار کی رائے پوچھی ہے جوابًا عرض ہے کہ ہم دونوں نے اس بات میں باہم مشورہ کیا ہے۔ دلائل میں دونوں متفق تھے کہ تجویز زیر غور میں یہ فائدے کے پہلو ہیں اور یہ یہ نقصان کے۔ مگر نتیجہ میں آکر اختلاف تھا کیونکہ مکرم چوہدری صاحب یہ نتیجہ نکالتے تھے کہ بحیثیت مجموعی اس پہلو کو غلبہ ہے کہ مرزا صاحب پی پی مقرر نہ ہو جائیں۔ مگر میں یہ نتیجہ نکالتا تھا اور نکالتا ہوں کہ بحیثیت مرزا صاحب کا گورداسپور میں آزاد رہ کر پریکٹس کرتا جماعتی مفاد اور خود ان کے ذاتی مفاد کے لحاظ سے بہتر ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ پی پی مقرر ہوتے ہی مرزا صاحب کو گورداسپور سے

چلانا جانا ہوگا کیونکہ انہیں افسرانِ بالا اس ضلع میں نہیں رہنے دیں گے تو گویا ہم نے اس لحاظ سے دیکھنا ہے کہ مرزا صاحب سرکاری وکیل ہو کر باہر جانا منظور کر لیں یا کہ یہیں گورداسپور میں پریکٹس کرتے رہیں سرکاری وکیل بننے میں مرزا صاحب کو ذاتی فائدہ اس قدر ضرور ہے کہ باعزت عہدہ ملتا ہے۔ اور ماہوار آمد معین اور باقاعدہ صورت اختیار کر لیتی ہے مگر ذاتی لحاظ سے ان کا یہ نقصان ہے۔ کہ ان کی موجودہ آمد سرکاری وکیل کی تنخواہ سے کم از کم فی الحال زیادہ ہے اور باہر جانے سے وہ قادیان کی ہفتہ وار آمد اور مرکزی جماعت کی خدمت سے محرومی کے دکھ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی طبیعت اور عادت کے لحاظ سے ان کے لئے یہ واقعی ایک بھاری تکلیف اور نقصان ہے۔ اور پھر وہ غالباً اپنی عادت کے لحاظ سے سرکاری ملازمت کی پابندیوں کو بھی برداشت نہیں کر سکیں گے۔ دوسری طرف گورداسپور میں آزاد پریکٹس کریں تو ایک تو ان کو وہ ذاتی فائدہ حاصل ہوگا جو اوپر درج ہے اور دوسرے وہ ضلع کے مرکز میں جو خاص اہمیت رکھتا ہے۔ جماعت کی نمائندگی اور جماعتی مقدمات میں پیروی کی خدمت بجا لا سکتے ہیں۔ ان کا وجود ضلع کے مرکز میں واقعی بے حد غنیمت ہے۔ یہ ممکن ہے کہ چونکہ جماعت بڑھ رہی ہے۔ اس لئے اگر کل گورداسپور میں کوئی اور احمدی وکیل بھی پریکٹس شروع کرے تو اس کا واقعی اثر مرزا صاحب کی آمد پر پڑے۔ مگر یہ اثر اگر ہوا بھی تو وقتی ہوگا اور بہرحال دوسرے ذاتی اور جماعتی مفاد زیادہ وزن دار نظر آتے ہیں۔ پس ساری بحث کے بعد ہم دونوں اس بات پر متفق ہو گئے ہیں کہ بحیثیت مجموعی مرزا صاحب کے لئے گورداسپور میں آزاد پریکٹس کرنا ہی بہتر ہے واللہ اعلم۔ والسلام

خاکسار - مرزا بشیر احمد

P.S. یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کے متعلق جو تحریک از خود ہو چکی ہے اسے اپنی طرف سے آگے نہ چلایا جائے۔ اور نتیجہ خدا پر چھوڑ دیا جائے۔ بشیر احمد

خاکسار فتح محمد سیال۔ اب مجھے انشراح ہے کہ مرزا صاحب کو گورداسپور میں رکھا جائے۔ فتح محمد سیال ۲۱/۱۱/۲۴

اس پر حضور نے ارشاد فرمایا اس کے پیش نظر خاکسار نے وہاں اپنی پرائیویٹ پریکٹس ہی جاری رکھی اور سرکاری وکالت سے انکار کر دیا۔

آپ ہر قسم کے معاملات میں نہایت صاف اور ستھرے تھے۔ کبھی کسی کا حق نہ رکھا۔ ہر ایک کے ساتھ احسان کی کوشش کرتے۔ قرضہ دیتے تو لکھوا ضرور لیتے۔ تا کہ شریعت کا منشاء پورا ہو۔ لیکن میعاد گزر جانے کے باوجود تقاضا نہ کرتے مقروض کی تنگ دستی دیکھتے تو بسا اوقات قرضہ چھوڑ دیتے۔ بھائیوں کی زمین کا انتظام و انصرام آپ ہی کے سپرد ہوتا۔ آپ باقاعدہ حساب رکھتے۔ اور ان کا حق انہیں دیتے۔ زمینوں کی خرید و فروخت بھی آپ ہی کے سپرد ہوتی۔ کبھی کسی کو شکایت نہ پیدا ہونے دی۔ سب مطمئن رہتے کہ آپ کے ہاتھوں ہمارے حقوق پورے محفوظ ہیں۔

بڑا زمیندار ہونے کی وجہ سے زمینوں کے مقدمات رہتے۔ ان میں کامل سچائی سے کام لیتے۔ نہ کبھی دھوکے یا

جواب دعوے میں جھوٹ شامل کیا۔ اور نہ ہی کبھی جھوٹی شہادت دی۔ خواہ نتیجہ کچھ بھی ہو۔ لیکن اللہ تعالےٰ اس سچائی کی برکت سے عام طور پر کامیابی عطا فرماتا رہا۔ ایک مرتبہ آپ کے مختار عام نے ایک بیع اراضی میں قیمت زیادہ لکھوائی تاکہ شفعہ سے بچاؤ ہو سکے۔ اور اگر شفعہ ہو جائے تو متفرق اخراجات برداشت کرنے سے نقصان نہ رہے۔ آپ کو علم ہوا تو سخت ناراض ہوئے۔ اور آئندہ کے لئے ہرگز ایسا نہ کرنے کی تاکید فرمائی۔ آپ کا معاملہ ہمیشہ فراخدلانہ ہوتا۔ ہر ایک کے حقوق کی حفاظت کرتے۔ آج کل بسا اوقات معاملات میں بے احتیاطی سے کام لیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے تکلیف دہ قسم کے مقدمات ہوتے رہتے ہیں۔ بحیثیت صدر قضا خاکسار کو اس کا بہت تلخ تجربہ ہے۔ ہمارے تو ایک بھی ایسا کیس نہیں ہونا چاہیئے۔ جو بدمعاملگی کے نتیجہ میں ہو۔ قرض کی ادائیگی میں بھی دوستوں کو بہت احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔ بدمعاملگی مومن کی شان کے خلاف ہے۔ اگر ہو سکے تو قرض واپس کرتے وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کے مطابق زیادہ دینا چاہیئے۔ خوشگوار معاشرہ کے لئے معاملات میں صفائی ایک بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب اس اس بارے میں بہت محتاط تھے۔

آپ میں عجز کا خلق بھی بہت نمایاں تھا اور یہی درحقیقت تقوے کی علامت ہے۔ آپ کے چہرہ سے ہمیشہ عجز اور انکسار ٹپکتا۔ نماز پڑھانے کے لئے عرض کیا جاتا تو گریز فرماتے۔ اور دوسروں کو آگے کرتے۔ ایک مرتبہ میرے پاس گورداسپور تشریف لائے ہوئے تھے۔ خاکسار نے آپ کی خدمت میں جمعہ پڑھانے کے لئے عرض کیا۔ سب دوستوں کی یہی خواہش تھی کہ آپ کے ایمان پرور کلمات سنیں۔ لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ اور فرمایا میں اس قابل نہیں۔ ایک مرتبہ خاکسار کو فرمانے لگے کہ میں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح یہ کہتا ہوں کہ لَا لِیْ وَ لَا عَلَیَّ یعنی اے خدا میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا کہ میں ثواب کا مستحق بنوں۔ اگر آپ مجھے سزا سے بچالیں تو یہی بڑا ہے۔

اب میں آخر میں آپ کی دینی خدمات کا تذکرہ کر کے اس مقالہ کو ختم کرتا ہوں۔ آپ کا وجود سراپا خدمت دین تھا۔ پڑھائی کے زمانہ میں آپ نے اسلام کی تائید میں مدلل مضمون لکھنے شروع کر دیئے۔ اور پڑھائی کی تکمیل کے بعد اعلےٰ درجہ کی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ ان میں سے خاص طور پر سیرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم جو تین جلدوں میں ہے۔ بڑے پایہ کی علمی تصنیف ہے۔ اور اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق کا پورا حق ادا کیا ہوا ہے۔ آنحضرتؐ کی سیرت مبارکہ پر جو اعتراض مغربی مصنفین یا غیر مسلم معاندین کی طرف سے کئے گئے۔ ان سب کا کافی و وافی جواب دیا گیا ہے۔ اسلامی مسائل کا تسلّی بخش حل کیا گیا ہے۔ غرضیکہ کوئی پہلو اس میں تشنہ نہیں رہنے دیا گیا۔ لیکن افسوس ہے کہ یہ کتاب

مکمل نہ ہو سکی اور کچھ حصہ باقی رہ گیا۔

ایک کتاب آپ کی سیرت المہدی ہے۔ یہ بھی تین جلدوں میں ہے۔ اس میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت مبارکہ کے متعلق مختلف مستند روایات جمع فرما دی ہیں۔ آپ سے زیادہ اس کا کون اہل ہو سکتا تھا۔ اس کے لئے بھی آپکو بڑی محنت کرنی پڑی۔

اسی طرح اور بھی کتب آپ نے تصنیف فرمائیں۔ جیسا کہ ہمارا خدا۔ سلسلہ احمدیہ۔ تبلیغ ہدایت کلمۃ الفصل۔ الحجۃ البالغہ۔ ختم نبوت کی حقیقت۔ چالیس جواہر پارے۔ نیز مقالہ۔ سیرت طیبہ۔ درمنثور درمکنون۔ آئینہ جمال۔ اور متفرق تربیتی مضامین اور بہت سے مختلف مضامین پر رسائل جن کی تعداد بھی تیس سے کم نہیں۔

مذکورہ چار مقالہ جات آپ نے جلسہ ہائے سالانہ میں پڑھ کر سنائے۔ آپ کے تقریر کرنے کا طریق بہت عمدہ اور دلنشین تھا۔ آہستہ آہستہ اور بڑے مؤثر انداز سے تقریر فرماتے۔

اس لٹریچر سے صاف نظر آتا ہے کہ آپ نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ خدمتِ دین میں گزارا اور کبھی آرام بھی نہ کیا۔ یہ کتابیں نہایت وزنی دلائل پر مشتمل ہیں۔ اور عبارات نہایت شستہ ہیں۔ باقی قسم قسم کے دینی مشاغل کے ساتھ ساتھ ایسی بلند پایہ تصانیف چھوڑ جانا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت میاں صاحب کے درجات زیادہ سے زیادہ بلند فرمائے۔ اور آپ پر اپنی رحمتوں کی بارش نازل کرے۔ اور آپ کے پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔ اور انہیں اور ہم سب کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے آمین۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہر ایک مشکل کے وقت قبل اس کے جو تم کوئی تدبیر کرو اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر گرو کہ ہمیں یہ مشکل پیش ہے اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما۔ تب روح القدس تمہاری مدد کرے گی اور غیب سے کوئی راہ تمہارے لئے کھولی جائے گی۔"

(کشتی نوح ص ۴۷)

از جناب ملک سیف الرحمٰن صاحب فاضل مفتی سلسلہ

وتروں کے بعد نفل

سوال:۔ وتر ادا کرنے کے بعد نوافل پڑھے جا سکتے ہیں یا نہیں۔ اور اگر پڑھے جا سکتے ہیں تو کیا دوبارہ وتر پڑھنے ضروری ہیں؟

جواب۔ عشاء کی نماز اور وتر پڑھنے کے بعد طلوع فجر سے پہلے پہلے نوافل پڑھے جا سکتے ہیں۔ اس میں کوئی شرعی روک نہیں۔ تاہم یہ انسب سمجھا گیا ہے کہ نوافل وتر کی نماز سے پہلے ادا کئے جائیں۔ اور رات کی نفل نماز کا اختتام وتر پر ہو۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اِجْعَلُوْا اٰخِرَ صَلٰوتِکُمْ مِنَ اللَّیْلِ وِتْرًا (مسلم باب صلوٰۃ اللیل) کہ رات کی آخری نماز وتر ہونی چاہیئے۔ اگر کوئی شخص عشاء کی نماز کے ساتھ ہی وتر پڑھ لے اور پھر تہجد کے وقت اٹھ کر نوافل پڑھے تو اس کے لئے ضروری نہیں کہ وہ دوبارہ وتر بھی پڑھے۔ حضرت ابوبکرؓ اور کئی جلیل القدر صحابہؓ کا یہی مسلک تھا۔ اور وہ بعد میں دوبارہ وتر پڑھنے کو ناپسند کرتے تھے۔ یہی طریق انسب اور اقرب الی الصواب بھی ہے کیونکہ

الف:۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ ایک رات میں دو دفعہ وتر نہ پڑھے جائیں اور صورت مذکورہ میں تو ایک طرح سے تین دفعہ وتر پڑھنے کی شکل بن جاتی ہے۔ حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایسا نہیں کیا۔

ب۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک رکعت تو سونے سے پہلے پڑھی جاوے اور پھر درمیان میں انسان سوئے باتیں کرے۔ وضو کرے۔ اور پھر ایک رکعت پڑھے۔ اور وہ پہلے پڑھی ہوئی رکعت کا حصہ بن کر دو رکعت کی ایک نماز یعنی دوگانہ بن جائے۔ اصول نماز میں ہمیں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

ج۔ آخری نماز وتر ہونے کا حکم عمومی ہے۔ لازمی نہیں کیونکہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود بعض اوقات وتروں کے بعد دو رکعت نفل بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے۔

كَانَ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي ثَمَانَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ يُوتِرُ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ

(صحیح مسلم باب جواز النافلۃ قائماً وقاعداً جلد اوّل صـ۲۸۳ مصری)

پس ضروری نہیں کہ رات کی آخری نماز کو وتر بنانے کے لئے کوئی حیلہ اختیار کیا جائے تاہم چند علماء کی رائے یہ ہے کہ پچھلی رات اگر کوئی نوافل پڑھے تو اس کے لئے دوبارہ وتر کی نماز پڑھنا جائز ہے۔ اور اس کی صورت یہ ہے کہ پچھلی رات اٹھ کر پہلے صرف ایک رکعت پڑھے۔ یہ رکعت رات کے پہلے حصہ میں پڑھے ہوئے وتر کی ایک رکعت کے ساتھ مل کر دو رکعت نفل یعنی دوگانہ بن جائے گی۔ اس کے بعد حسب ارادہ نوافل پڑھے۔ اور پھر آخر میں دو رکعت کے ساتھ ایک مزید رکعت پڑھ کر اسے وتر بنا لے۔ حضرت ابن عمرؓ نے ایک موقعہ پر فرمایا۔

"اگر میں سونے سے پہلے وتر پڑھ لوں اور پھر رات کو آخری حصہ میں تہجد کے لئے اٹھوں تو پہلے میں ایک رکعت پڑھتا ہوں۔ اس طرح رات کے پہلے حصے کے وتر کو شفع یعنی دوگانہ بنا لیتا ہوں۔ پھر دو دو رکعت کرکے نفل پڑھتا رہتا ہوں اور آخر میں ایک رکعت وتر پڑھ لیتا ہوں۔" (مسند احمد جلد دوم صـ۱۳۵)

اسی طرح حضرت علیؓ کی روایت ہے آپ نے فرمایا۔

اَلْوِتْرُ ثَلَاثَةُ اَنْوَاعٍ فَمَنْ شَاءَ اَنْ يُوتِرَ اَوَّلَ اللَّيْلِ اَوْتَرَ فَاِنْ اسْتَيْقَظَ فَشَاءَ اَنْ يَشْفَعَهَا بِرَكْعَةٍ وَّيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى يُصْبِحَ ثُمَّ يُوتِرَ وَاِنْ شَاءَ رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى يُصْبِحَ وَاِنْ شَاءَ اٰخِرَ اللَّيْلِ اَوْتَرَ (مسند امام شافعی بحوالہ نیل الاوطار باب لا وترانِ فی لیلۃ صـ۴۶)

یعنی وتر پڑھنے کی تین صورتیں ہیں اوّل یہ کہ رات کے پہلے حصہ میں ہی وتر پڑھ لے اور پھر بعد میں تہجد کے لئے اٹھے تو صرف نماز تہجد ہی پڑھے اور دوبارہ وتر نہ پڑھے۔

دوم۔ یہ کہ سو کر اٹھنے کے بعد ایک رکعت پڑھ کر پہلے وتر کو شفع یعنی جفت بنا لے۔ پھر دو دو رکعت تہجد پڑھتا رہے اور آخر میں پھر ایک رکعت وتر کی پڑھ لے۔

سوم۔ یہ کہ وتر کی نماز سونے سے پہلے بلکہ تہجد کے بعد آخر حصہ رات میں پڑھے۔ بہرحال یہ صورت ایک حیلہ سے زیادہ اہمیت کی حامل نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے اعزاز میں عشائیہ

مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۷۷ء بروز اتوار سات بجے بعد نماز عشاء گیسٹ ہاؤس مجلس انصار اللہ مرکزیہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے اعزاز میں ایک غیر رسمی استقبالیہ عشائیہ ترتیب دیا گیا۔ جس میں نائب صدر مجلس مرکزیہ محترم جناب شیخ مبارک احمد صاحب کے علاوہ جملہ اراکین مجلس عاملہ نے بھی شرکت کی۔ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب ریاست ہائے متحدہ امریکہ، انگلستان اور یورپ کے بعض دیگر ممالک کے بھی سفر پر جون میں روانہ ہوئے تھے۔ اور ۶ ماہ کے عرصہ کے بعد ۳۰ نومبر ۱۹۷۷ء کو واپس ربوہ تشریف لائے تھے آپ نے اپنے سفر کے حالات، مذکورہ ممالک کی احمدی جماعتوں کے ایمان افروز حالات اور تبلیغی مسائل کے متعلق گفتگو فرمائی۔ نیز آپ اس عرصہ میں جملہ مجالس انصار اللہ کی کارگزاری اور خصوصیت سے اجتماع انصار اللہ مرکزیہ کے تفصیلی حالات دریافت رہے۔

محترم چوہدری شبیر احمد صاحب قائد تحریک جدید نے اس موقعہ کی مناسبت سے چند اشعار بھی پڑھے جو ہدیۂ قارئین ہیں۔

صاحبِ علم و نظر مرزا مبارک احمد | بلّٰہ الحمد کہ پھر ہم میں ہوئے جلوہ نما
مرحبا! لائے وہ تشریف بانداز بہار | منتظر جن کے رہے اہلِ چمن صبح و مسا
آنمکرم کی علالت کی خبر سُن سُن کر | ہر کہ و مہ بصد سوز رہا محوِ دعا
شافی و کافی خدا نے وہ دعائیں سن لیں | جن میں مضمر تھی خلوص اور محبت کی ادا
رونق افروز ہیں پھر صدرِ مکرم ہم میں | شکر للہ کہ ہر قلبِ حزیں شاد ہوا

محو ہیں نغمہ ترحیب میں مرغانِ چمن
اور شبّیر بھی ہے بہرِ دُعا نغمہ سرا

تقرر مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ برائے سال ۱۳۵۷ہش / ۱۹۷۸ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ نے مندرجہ ذیل اصحاب کو سال ۱۳۵۷ہش / ۱۹۷۸ء کے لئے مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ کا رکن نامزد فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور ان اصحاب کو بیش از بیش خدمت دین کی توفیق بخشے آمین

اراکین خصوصی

۱۔ مکرم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب
۲۔ " شیخ محمد احمد صاحب مظہر فیصل آباد
۳۔ " مرزا عبد الحق صاحب سرگودہا۔
۴۔ " مولوی عبد المالک خان صاحب ربوہ

اراکین عمومی

۱۔ نائب صدر۔ مکرم شیخ مبارک احمد صاحب
۲۔ قائد اصلاح و ارشاد۔ " " " "
۳۔ قائد تربیت۔ " مولوی بشارت احمد صاحب بشیر
۴۔ " تعلیم۔ " پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب
۵۔ " مال۔ " چوہدری سمیع اللہ صاحب سیال
۶۔ " ایثار۔ " مولوی عبد الکریم صاحب شرما
۷۔ " تحریک جدید۔ " چوہدری شبیر احمد صاحب
۸۔ " وقف جدید۔ " صوفی بشارت الرحمن صاحب
۹۔ " ذہانت و صحت جسمانی " صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب
۱۰۔ " اشاعت۔ " سید عبد الحی شاہ صاحب
۱۱۔ " تجنید۔ " سید احمد علی شاہ صاحب
۱۲۔ " قلمی دوستی و مجالس بیرون " حسن محمد خان صاحب عارف
۱۳۔ " آڈیٹر " صوفی غلام محمد صاحب۔

(سیکرٹری ابلاغ صدر مجلس انصار اللہ)

مجلس انصار اللہ ٹورنٹو کینیڈا

مجلس ٹورنٹو کینیڈا کے زعیم سید شریف احمد صاحب آف منصوری ہیں وہ اپنی رپورٹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ عرصہ زیر رپورٹ میں ایک دفعہ مجلس عاملہ کی میٹنگ ہوئی اور ماہانہ اجلاس ہوا۔ چونکہ پہلے جماعت کے پاس بطور مشن ہاؤس کوئی مکان نہ تھا اس لئے ایک دوست کے مکان پر مجلس عاملہ کی میٹنگ ہوئی۔ لیکن چونکہ اب جماعت نے ایک کرایہ کا مکان بطور مشن ہاؤس حاصل کر لیا ہے۔ اس لئے آئندہ اسی مکان میں مجلس عاملہ کے اور ماہانہ اجلاس ہوا کریں گے۔ پہلا اجلاس مکرم سید شریف احمد صاحب کے مکان پر ہوا۔ ۹ دوست اکٹھے ہوئے تین دوست تو رات کو واپس چلے گئے، باقی دوستوں نے وہیں رات گزاری اور تمام نمازیں اور تہجد باجماعت پڑھنے کی توفیق ملی۔

احباب انفرادی طور پر اصلاح و ارشاد کا کام کرتے رہے ہیں۔ ہسپتالوں اور گھروں میں بیماروں کی تیمارداری بے روزگاروں کے لئے کام کی تلاش۔ کینیڈا میں نئے آنے والوں کو مشورے۔ بچوں کی ہفتہ واری تربیتی کلاس نائب صدر صاحب کینیڈا کی زیر نگرانی جاری ہے۔ بعض بچوں کو ان کے گھروں سے کار میں لاتے ہیں اور کلاس میں شامل کرتے ہیں۔

احباب کرام ان سب دوستوں کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا بھی اور دوسرے ممالک کے احباب کو بھی زیادہ سے زیادہ کام کرنے کی توفیق بخشے۔

(قائد مجالس بیرون)

رسالہ انصار اللہ توسیع اشاعت کیلئے

آپکے تعاون کا محتاج ہے

علم انعامی مجلس انصار اللہ برائے سال ۱۳۵۷ہش / ۱۹۷۸ء

مرکز کے فیصلہ کے مطابق مجلس انصار اللہ کی کارکردگی کے لحاظ سے دس نمایاں مجالس انصار اللہ کی فہرست حسب ذیل ہے۔ مجلس اسلامیہ پارک لاہور اور مجلس فیصل آباد دونوں مجالس انصار اللہ علم انعامی کی مستحق قرار پائی ہیں۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ مبارک سے مجلس اسلامیہ پارک لاہور کے زعیم اعلیٰ مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب اور مجلس فیصل آباد کے زعیم اعلیٰ چوہدری عبدالغنی صاحب کو علم انعامی انصار اللہ مرحمت فرمایا ہے۔ قرعہ کے مطابق علم پہلے چھ ماہ مجلس اسلامیہ پارک لاہور کے پاس رہے گا۔

دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان مجالس کے لئے مبارک کرے اور ان مجالس کے جملہ عہدیداران کو بیش از پیش خدمت دین کی توفیق بخشے۔ آمین

مجالس کی ترتیب وار فہرست درج ذیل ہے۔

درجہ	نام مجلس	نام زعیم اعلیٰ / زعیم
اوّل	اسلامیہ پارک لاہور	مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب
	فیصل آباد	" چوہدری عبدالغنی صاحب
دوم	چک ۱۲۱/ ج ب حسن پور ضلع فیصل آباد	" عبدالسمیع صاحب حسنی
سوم	ناظم آباد کراچی	" چوہدری شریف احمد صاحب ڈرائیور
چہارم	مارٹن روڈ کراچی	" نعیم احمد خان صاحب
پنجم	بہاولپور	" مرزا ارشد بیگ صاحب
ششم	ربوہ	" چوہدری محمد شریف صاحب فاضل
ہفتم	سیالکوٹ شہر	" بابو قاسم دین صاحب
ہشتم	دارالذکر لاہور	" میجر عبداللطیف صاحب
نہم	بہاولنگر	" چوہدری غلام نبی صاحب
دہم	سکھر (سندھ)	" قریشی عبدالرحمٰن صاحب

(محمد ابراہیم برائے قائد عمومی)

تعمیر گیسٹ ہاؤس انصار اللہ میں چندہ دینے والے مخلصین

(قسط نمبر ۱۵)

مبلغ ۳۰۰ روپے یا اس سے زائد رقم تعمیر گیسٹ ہاؤس انصار اللہ میں ادا کرنے والے مخلص حضرات کی قسط نمبر ۱۵ درج ذیل ہے۔ گیسٹ ہاؤس کی عمارت پر نصب ہونے والی سنگ مرمر کی یادگار تختی پر ایسے تمام حضرات کے اسماء گرامی بھی کندہ کروائے جا رہے ہیں۔ جو احباب اپنے یا اپنے والدین یا فوت شدہ عزیز و اقارب کے نام ان یادگار تختیوں پر کندہ کرانا چاہتے ہوں۔ ان کے لئے موقعہ ہے کہ مبلغ ۳۰۰ روپے یا اس سے زائد رقم ادا کر کے اس کار خیر میں شامل ہوں۔ اور آنے والی نسلوں کے لئے یادگار چھوڑ جائیں۔

۱۔ ڈاکٹر اشفاق احمد صاحب سنجر چانگ ضلع حیدر آباد	۵۲۰ روپے
۲۔ ملک عبد المنان صاحب شاد کوٹری سندھ	۵۰۰ "
۳۔ الحاج عبد القدوس صاحب ٹاہلی موہری راولپنڈی	۳۰۰ "
۴۔ حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری منجانب چوہدری محمد شریف صاحب کراچی	۳۰۰ "
۵۔ رحیمن بی بی صاحبہ اہلیہ " " " " " "	۳۰۰ "
۶۔ چوہدری عیدے خان صاحب " " " " " "	۳۰۰ "
۷۔ ریاض احمد صاحب ابن برکت علی صاحب بھٹی مرحوم چک ۱۱/ب پولیانی فیصل آباد حال مغربی جرمنی	۴۰۰ "
۸۔ نذیر النساء اہلیہ چوہدری محمد شریف صاحب دارالرحمت ربوہ منجانب پسر ادریس احمد صاحب اختر ہمبرگ مغربی جرمنی	۳۰۰ "
۹۔ چوہدری غلام محمد صاحب سرائے شیخوپورہ پہرہ دار قصر خلافت منجانب محمود احمد صاحب ناصر " "	۳۰۰ "
۱۰۔ " عبد الحق صاحب کمبوہ مسلم گنج شیخوپورہ پسر ارشد محمود صاحب " "	۳۰۰ "
۱۱۔ حضرت مولوی محمد عبد اللہ صاحب بوتالوی صحابی منجانب پوتا حفیظ الرحمٰن انور صاحب " "	۳۰۰ "
۱۲۔ چوہدری عنایت اللہ صاحب مرحوم ۸ جنوبی رحیم آباد شیخوپورہ منجانب پسر اشفاق احمد صاحب " "	۳۰۰ "
۱۳۔ فضل کریم ولد اللہ دتہ صاحب جنجوعہ ترگڑی گوجرانوالہ منجانب پسر محمد یونس صاحب جنجوعہ " "	۳۰۰ "
۱۴۔ عبد السبحان صاحب مرحوم منجانب ملک نذیر احمد صاحب گوجرانوالہ	۳۰۰ "
۱۵۔ ملک خدا بخش صاحب مرحوم منجانب ملک محمد یوسف صاحب سیالکوٹ چھاؤنی	۵۰۰ "

۱۶۔ سید شریف احمد صاحب آف منصوری ٹورانٹو کینیڈا ۳۰۰ روپے
۱۷۔ مجلس انصار اللہ علی پور ضلع مظفر گڑھ " ۳۰۰
۱۸۔ جمیلہ نگہت صاحبہ مرحومہ والدہ دختر احمد درورح اللہ صاحبہ
متجانب مبشر احمد صاحب بٹ خانیوال " ۳۱۵
۱۹۔ چوہدری عثمان غنی صاحب سیکرٹری مال چندر کے منگولے ضلع سیالکوٹ " ۳۰۰
۲۰۔ قاضی عطاء اللہ صاحب دارالاڈسیس صداقت پارک نمبر ۲ سانده لاہور " ۳۰۰

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

عہدیداران مجالس انصار اللہ کی خدمت میں

تمام عہدیداران مجالس انصار اللہ کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ

۱۔ تمام ایسے احباب کو اپنی مجلس کا رکن بنائیں جو سال گزشتہ کے دوران ۴۰ سال کی عمر کو پہنچ چکے ہیں۔
۲۔ ناظمین اعلیٰ و اضلاع اس امر کا جائزہ لیتے رہیں کہ کوئی جماعت ایسی نہ رہے جہاں مجلس انصار اللہ قائم نہ ہو۔
۳۔ اگر کسی جماعت میں دوسری جگہ سے کوئی دوست آئیں تو انکو اپنی مجلس میں شامل کر لیں۔ اور جو نقل مکانی کر جائیں تو ان کے نئے ایڈریس سے متعلقہ مجلس او مرکز کو مطلع فرمائیں۔
۴۔ ماہانہ رپورٹ میں قیادت تجنید کو اپنے اراکین کی صف اوّل اور صف دوم کی تعداد سے آگاہ فرماتے رہیں۔ صفِ اوّل میں ۵۵ سال سے اوپر اور صف دوم میں ۴۰ سال سے ۵۵ سال تک کی عمر کے احباب مراد ہیں۔
۵۔ ہر مجلس اپنے اراکین کے مندرجہ ذیل کوائف سے (اگر پہلے اطلاع نہ دی ہو۔) مرکز کو اطلاع دے۔
(۱) نام (۲) ولدیت (۳) عمر (۴) تعلیم (۵) پیشہ
(۶) کب بیعت کی۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

خاکسار۔ سید احمد علی قائد تجنید
مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

وری ۱۹۷۸ء

ڑپے

"

" ۲

" ۲

" ۲

م نہ ہو.
ی کر جائیں

ے آگاہ
ت کی

ے.

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۲۸ ے
جنوری ۱۹۷۸/صلح ۱۳۵۷ ہش

اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض

اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان ، کان ، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جاوے ۔ تقویٰ کا نور اس کے اندر اور باہر ہو اور اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو اور بے جا غصہ اور غضب وغیرہ نہ ہو۔ میں نے دیکھا ہے کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصہ کا نقص اب تک موجود ہے ۔ تھوڑی تھوڑی بات پر کینہ اور بغض پیدا ہو جاتا ہے اور آپس میں لڑجھگڑ پڑتے ہیں ۔ ایسے لوگوں کا جماعت میں کچھ حصہ نہیں ہوتا اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا دقت پیش آتی ہے کہ اگر کوئی گالی دے تو دوسرا چپ رہے اور اس کا جواب نہ دے ۔ ہر ایک جماعت کی اصلاح اول اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے کہ اس پر اچھی طرح سے تربیت میں ترقی کرے اور سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اگر کوئی بدگوئی کرے تو اس کے لئے درد دل سے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کردے اور دل میں کینہ ہرگز نہ بڑھاوے ۔ جیسے دنیا کے قانون ہیں ویسے خدا کا بھی قانون ہے۔ جب دنیا اپنے قانون کو نہیں چھوڑتی تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون کو کیسے چھوڑ دے ۔

پس جب تک تبدیلی نہ ہوگی تب تک تمہاری قدر اس کے نزدیک کچھ نہیں ۔ خداتعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو اور اگر تم ان صفات حسنہ میں ترقی کرو گے تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے ۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ جماعت کا ایک حصہ ابھی تک اخلاق میں کمزور ہے ۔ ان باتوں سے شماتت اعدا ہی نہیں ہے بلکہ ایسے لوگ خود بھی قرب کے مقام سے گرائے جاتے ہیں “ (تقریروں کا مجموعہ ۵)

ٹائیل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا